بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور
مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان
مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی

جلد: 47 | ۲۶ شعبان تا ۲ رمضان ۱۴۳۷ھ، 3 تا 9 جون 2016ء | شمارہ: 23

بلوچستان میں امریکی ڈرون حملہ ہماری خود مختاری پر حملہ ہے

امیر محترم شاجد میر حفظہ اللہ

28 مئی -- یوم تکبیر

جب پاکستان عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت بنا

ماہِ رمضان

تزکیۂ نفس، رحمت و مغفرت اور نزولِ قرآن کا مہینہ!

افواہ سازی اور فتنہ باز لوگوں سے تحفظ -- مگر کیسے؟

قرآن و سنت کی روشنی میں

باپ پر خرچ کرنا -- ؟؟

دورانِ حمل طلاق دینا -- ؟؟

بیوی کا بلاوجہ میکے جانا -- ؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

امن ایک مہذب معاشرے کی ضرورت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾ (العنکبوت: 67)

''کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو با امن بنا دیا حالانکہ اس کے اردگرد سے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں۔''

معاشرتی امن وسلامتی افراد معاشرہ کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور امن وامان کا ماحول انسان کو مہذب اور متمدن بنانے کا باعث بنتا ہے جبکہ اس کے برعکس وہ معاشرہ جہاں خوف کے بادل چھائے رہیں اور امن وامان کی صورتحال مخدوش رہے اور اس کے ساتھ ساتھ افراد معاشرہ کو جہالت کی تاریکی کا بھی سامنا ہو تو وہاں لوگ تہذیب کے دائرہ سے نکل کر ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جو بحیثیت مجموعی اقوام وملل پر اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اپنی حفاظت کے لیے کسی غیر مہذب فعل کا ارتکاب کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو نعمت امن سے نوازنے کا وعدہ کیا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ.....﴾ (النور: 55)

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کی بجا آوری کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا' اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ان کے خوف وخطر کو امن وامان سے بدل دے گا۔''

جب مسلمان شریعت الٰہی پر استقامت' تعلیمات نبوی کو اپنا رہبر اور رضائے الٰہی کو اپنی منزل بنالیں گے اور اپنے تمام امور زندگی میں منہج اسلامی کو اپنائیں گے تبھی جا کر وہ اس وعدۂ الٰہی کے حقدار قرار پائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کی اندرونی وبیرونی دہشت سے آزادی نصیب فرمائیں گے۔

﴿فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾ (الانعام)

''ان دو جماعتوں میں سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔'' اسی لیے کہا گیا ہے کہ:

''امن وامان' غربت وافلاس کے غم کو کم کر دیتا ہے جبکہ ڈر اور خوف کے حالات میں مال ودولت کی ریل پیل بھی سکون نہیں دلا سکتی۔''

حکمرانان وقت کو چاہیے کہ وہ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے ان تمام ذرائع اور اسباب کو بروئے کار لائیں جن کی طرف شریعت الٰہیہ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ان میں سب سے اہم توحید الٰہی کی اشاعت وترویج اور قرآن وسنت پر عمل اور ان کی تعلیمات کا عملاً نفاذ۔ یہی ایک حقیقی صورت ہے جو معاشرتی امن کو بحال کر سکتی ہے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

استقبالِ رمضان

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ". وَفِي رِوَايَةٍ: "فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَتُسْلِسَلَتِ الشَّيَاطِيْنُ". وَفِي رِوَايَةٍ: "فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ".] (متفق عليه)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔''

آنے والے مہمان کا استقبال کرنا بڑی قدیم روایت ہے، اس سے مہمان کی بھی عزت افزائی ہوتی ہے اور میزبان بھی خوش ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کا یہ مہمان رمضان کا مہینہ جب شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا استقبال کرتے ہیں اور استقبال بھی اتنا عظیم کہ رمضان کی آمد کے ساتھ ہی آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی جو لوگ اس مہینے میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت قبول ہوتی ہے اور ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

چونکہ نیک اعمال آسمانوں کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ان کے لئے اللہ آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ترغیب ہے بندوں کے لئے کہ اب نیک اعمال کر لو، جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں اور جہنم کے بند ہو چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یعنی وہ اپنا کام نہیں کر سکتے اور قید ہونے کی بنا پر بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ رمضان کی آمد کی بنا پر انہیں زنجیروں میں قید کر دیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رمضان کے دنوں میں عبادت گزاروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ ان کو گناہ کی دعوت دینے والے شیطان قید ہیں اور ان ایام میں اللہ کی رحمت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں، اللہ کی رحمت عام ہو جاتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو آوازیں دیتا ہے کہ آ کر میری رحمت کو سمیٹ لو، اس کے باوجود جو لوگ اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش سے محروم رہتے ہیں وہ بڑے ہی بدنصیب ہیں۔

31-5-16

یوم تکبیر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ (الانفال:۶۰) ''تم ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق قوت اور تیار بندھے ہوئے گھوڑے (فراہم کرنے) کی تیاری کرو کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے ساتھ اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوب جانتا ہے۔''

عہد رسالت میں تیر اندازی، پتھر کی گولہ باری وغیرہ بڑے جنگی ہتھیار تھے، اسی طرح گھوڑے جنگ کے لیے ناگزیر ضرورت تھی۔ حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ جنگی ہتھیاروں کی نوعیت بھی بدل گئی۔ اب مشین گن، میزائل، ٹینک، بم، جنگی جہاز اور بحری جنگ کے لئے آبدوزوں وغیرہ کی تیاری نہایت ضروری ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دشمنوں سے غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق جدید سامان حرب کی تیاری پر پوری توجہ دینا چاہیے۔

آپ جانتے ہیں کہ 1971ء میں جب سقوطِ ڈھاکہ کا سانحہ رونما ہوا۔ ''مشرقی پاکستان'' میں متحدہ پاکستان کے حامی لاکھوں افراد اور بے شمار سیاسی و دینی رہنما شہید کر دیئے گئے۔ ملک کی ۹۰ ہزار فوج دشمن کی قید میں چلی گئی۔ اس وقت بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ''ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا۔'' (بحمداللہ وہ نظریہ آج بھی زندہ و پائندہ ہے) ایسے حالات میں وطن عزیز میں مایوسیوں کے سائے بڑھتے جا رہے تھے۔ بھارت اور روس ملک میں علاقائیت، صوبائیت اور علیحدگی پسندوں کی سرپرستی میں بیحد سرگرداں تھے۔ ایسے حوصلہ شکن اور کٹھن حالات میں اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ ''گھاس کھائیں گے ایٹم بم بنائیں گے'' چنانچہ اس انقلابی و تاریخی منصوبے کا آغاز کیا۔ پھر جنرل (ر) ضیاء الحق کے دور میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے سائنسدان رفقاء نے یورینیم کی ۹۵ فیصد افزودگی حاصل کر لی اور پاکستان ایٹمی صلاحیت سے بہرہ ور ہوگیا۔ لیکن عالمی مصلحتوں اور امریکی دباؤ کی وجہ سے تجربات معرض التواء میں رہے۔ اس کے باوجود امریکہ اور اس کے ہمنوا ممالک نے پاکستان کے خلاف اقتصادی اور فوجی پابندیاں عائد کر دیں مگر بفضل اللہ تعالیٰ ایٹمی پروگرام آگے بڑھتا رہا۔ ایسے حالات میں بھارت نے 11 مئی 1998ء کو پاکستانی سرحد سے ۹۳ میل دور راجستھان کے صحرائی علاقے پوکھران میں تین ایٹمی دھماکے کر دیئے۔ بہت سے ممالک کے احتجاج کے باوجود بھارت نے ۱۳ مئی ۱۹۹۸ء کو راجستھان میں ہی مزید نہ صرف دو دھماکے کر دیئے بلکہ بھارتی وزیر دفاع نے دھمکی دی کہ اب ہم آزاد کشمیر پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ اس جارحانہ اعلان پر پاکستانی قوم میں خوف کی بجائے یہ ولولہ پیدا ہوا اور پوری قوم نے یہ مطالبہ کیا کہ بھارت کے جواب میں ایٹمی دھماکے کئے جائیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے قوم کو یقین دلایا کہ ملک میں بھرپور ایٹمی صلاحیت موجود ہے اور بہت جلد بھارت کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ چنانچہ ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو میاں صاحب نے قوم سے براہِ راست خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا مبارک دن ہمارے لئے انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آج ہمیں رب العالمین نے وہ حوصلہ اور عزم عطاء کیا ہے کہ ہم نے اپنی سلامتی کی خاطر دفاعی اقدام اٹھایا ہے جو ہمارے لئے ناگزیر تھا۔ نیز بھارت نے پاکستان کو نئے خطرات سے دوچار کیا جس پر پاکستان نے ایٹمی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ ہم اس ایٹمی اسلحہ کی دوڑ میں شامل ہونے کے خواہاں نہیں تھے، اگر چاہتے تو پندرہ بیس برس پہلے ہی ایٹمی تجربات کر سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم نے دنیا سے مطالبہ کیا کہ وہ بھارت کو ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ سے باز رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے، مگر بھارت پر دباؤ ڈالنے کی بجائے ہمیں ناکردہ گناہوں کی سزا دی گئی اور طرح طرح کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا اور ہم نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے امن کا راستہ اختیار

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ مولانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن و حدیث	1
اداریہ	2
احکام و مسائل	4
افواہ سازی اور اس کا نقصان ..... (خطبہ حرم)	6
روزہ ..... کا اہم رکن	10
شریعت کے ..... پر ناگواری ظاہر کرنا	14
خوف ..... سے والے آنسو	17
کرکی ..... (نظم)	18
یاد رفتگاں ..... سید نجم اللہ شاہ راشدی)	19
منزل کی تمنا ..... تو کر جہد مسلسل	20
رپورٹ ..... تنظیم اہلحدیث کا دورۂ سندھ	21
اخبار جماعت	24

ادارہ سے متعلق خط و کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' چوک اہل حدیث (المعروف چوک) 106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون بھیجنے کے لیے
① میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239
② الائیڈ بینک U.B.L اکاؤنٹ نمبر: 0321-4332168

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

منیجر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لٹریچر پر مشتمل ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

کیا۔ بھارت نے ایٹمی تجربات کے بعد دھمکیوں کا توہین آمیز لہجہ اپنا لیا تھا جس کا جواب دینا ضروری تھا۔ پاکستانی قوم چیلنجوں کا مقابلہ کرنا بخوبی جانتی ہے۔ ''یہ قوم قربانی دینا جانتی ہے جھکنا نہیں'' اس موقع پر میاں نواز شریف نے اس وقت کے امریکی صدر کلنٹن کے کسی دباؤ، دھمکیوں اور تحریص کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کے تاریخی لمحات میں جب پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں چاغی کے بلند و بالا پہاڑوں میں سہ پہر چار بج کر چالیس منٹ پر پانچ دھماکے کر کے نہ صرف پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا بلکہ بھارت کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اس طرح پاکستان ایٹمی قوت رکھنے والا دنیا کا ساتواں اور عالم اسلام میں پہلا ملک شمار ہونے لگا۔ پھر ۳۰ مئی ۱۹۹۸ء کو اسی مقام پر 11.55 منٹ پر ایک اور دھماکہ کر کے اپنی ایٹمی قوت کو مستند بنا دیا۔ ان دھماکوں سے عالمی برادری میں پاکستان کا نام بلند ہوا اور اپنے ازلی دشمن بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت پیدا ہوئی۔ اس وقت بھارت کے وزیراعظم مسٹر واجپائی بس پر بیٹھ کر لاہور پہنچے اور مینار پاکستان پر حاضری دے کر خوشی کا اظہار کیا۔ اس طرح بھارت کا طرز عمل بڑی حد تک تبدیل ہوا۔ پاکستان پر حملہ کرنا تو دور کی بات تھی اس کے حکمران پاکستان سے دوستی کی خواہش کرنے لگے۔ اب جبکہ پاکستان ایٹمی ممالک کی صف میں شامل ہو چکا تھا تو بہت سے غیر مسلم ممالک نے پاکستان کو کئی مسائل و مشکلات سے دوچار کر دیا، مگر سعودی عرب پہلا ملک تھا جس نے پاکستان کی بھرپور مدد کی اور بڑی مقدار میں پٹرول مفت فراہم کرتا رہا۔ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا سعودی عرب سے بڑھ کر کوئی خیر خواہ نہیں۔ افغانستان کے لاکھوں پناہ گزین ہوں، فلپائن کے مورو مسلمان ہوں، بوسنیا کا مسئلہ ہو یا کشمیر کا، فلسطین کی سرزمین پر صہیونیت کے پنجوں میں جکڑے، چیختے چلاتے مسلمان ہوں، سعودی عرب نے ان کے دکھ درد کو اپنا درد سمجھتے ہوئے کسی تعاون سے گریز نہیں کیا۔ بقول شاعر ؎

چلے کسی پہ خنجر تڑپتے ہیں ہم امیرؔ..... سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

پھر پاکستان میں جب بھی کوئی ارضی یا سماوی آفت آئی، سعودی عرب نے متاثرین کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ حجاج کرام، معتمرین کے لئے بے پناہ سہولتیں اور حرمین شریفین کی توسیع و تزئین حکومت سعودیہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ نہایت کوفت کے ساتھ اس بات کا تذکرہ کرنا پڑتا ہے کہ ۱۹۹۹ء میں جنرل (ر) مشرف نے ذاتی عناد کی بنا پر ملک کی نمائندہ اور منتخب حکومت کو برطرف کر کے طاقت کے بل بوتے پر ملک پر قبضہ کر لیا اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے امریکہ کے ایک ہی فون پر اس کی تمام شرائط کو تسلیم کر لیا۔ یہی حکمران بھارت کے آگے بچھنے لگے، کنٹرول لائن پر یک طرفہ فائر بندی کر دی۔ میاں نواز شریف کو ملک بدر کر دیا اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ناکردہ گناہوں کی پاداش میں قوم کے سامنے معافی مانگنے پر مجبور کر کے گھر میں بند کر دیا۔ آخر اسلام آباد ہائی کورٹ نے ڈاکٹر صاحب پر تمام پابندیاں ختم کر دیں۔ خدا خدا کر کے آمر مشرف کا سیاہ دور ختم ہوا اور ۲۰۰۸ء کے انتخابات میں عوام نے پی پی کو اس بنا پر مینڈیٹ دیا کہ شاید خزاں دیدہ چمن میں بہار آجائے اور لوگ سکھ کا سانس لے سکیں مگر ع اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

شومئے قسمت ہی کہئے کہ وہ حکومت' آمر مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل ثابت ہوئی، جسے عوام نے ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں مسترد کر دیا اور مسلم لیگ (ن) کو بھاری اکثریت سے مینڈیٹ دیا۔ آمر مشرف متعدد مقدمات کے حوالہ سے نظر بند رہے اور میاں نواز شریف وزیراعظم ہیں۔

۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کا دن ہماری ملکی تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ جسے یوم تکبیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اب جبکہ بھارت میں بی جے پی کی جیت، مودی پاکستان دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سبھی جانتے ہیں کہ بھارت میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ مودی انتخابی مہم کے دوران ان کے بارے میں تلخ نوائی کرتے رہے۔ کبھی گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگانے اور کبھی بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی باتیں کرتے تھے وہ بابری مسجد کے گرانے میں پیش پیش تھے وہ گجرات کے تین مرتبہ وزیراعلیٰ رہے اور مسلم دشمنی کو ہوا دیتے رہے۔ ان پر دو ہزار مسلمانوں کے قتل کا الزام ہے۔ ایسے حالات میں پاکستان کو بھارت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں نہایت دانشمندی اور دور اندیشی کا ثبوت دینا ہوگا۔ ہم نے اپنے دفاع کے لئے ایٹم بم بنایا ہے۔ کسی سے ڈرنے اور دبکنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ع ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

بلوچستان میں امریکی ڈرون حملہ ہماری خودمختاری پر حملہ ہے۔ پروفیسر ساجد میر

لاہور ( ) امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ بلوچستان میں امریکی ڈرون حملہ ہماری خودمختاری پر حملہ ہے۔ مرکزی دفتر میں ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں پاک افغان امن عمل اور تازہ امریکی ڈرون حملے کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر غور کیا گیا جس میں امریکی ڈرون حملے کی مذمت کی گئی۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملا منصور کو نشانہ بنانے کے لیے پاکستان کی سرزمین کا ہی انتخاب کیوں کیا گیا؟ کیا یہ اس لیے کیا گیا کہ اسکے ردعمل کا نشانہ پاکستان بنے؟ انہوں نے کہا کہ ڈرون حملوں کے ذریعے دہشت گردی روکنے کی پالیسی کامیاب نہیں ہوئی۔ امریکہ کو اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہیے کہ امریکی جارحیت کے ردعمل میں افغان طالبان پاکستان میں کارروائیاں کرتے ہیں۔ ڈرون حملوں کے منفی نتائج پاکستان کو بھگتنا پڑتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ خطے کا امن افغانستان کے امن سے وابستہ ہے۔ ملا منصور کے مارے جانے کے بعد افغان حکومت اور طالبان کے درمیان امن اور مصالحت کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

دوران حمل طلاق دینا

سوال میری دو سال قبل شادی ہوئی تھی' گھر میں معمولی ناچاقی کی وجہ سے مرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی جبکہ میں اس وقت امید سے تھی' کیا ایسے حالات میں طلاق ہو جاتی ہے؟ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ دوران حمل دی ہوئی طلاق نہیں ہوتی۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب ہمارے معاشرہ میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ دوران حمل دی گئی طلاق شمار نہیں ہوتی حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل بیان کی ہے اور عدت' طلاق کے بعد ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔'' (الطلاق:۴)

یہ آیت کریمہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ دوران حمل دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور عدت کے اعتبار سے یہ طلاق زیادہ وسیع ہے' لہٰذا حاملہ عورت کو طلاق دینا جائز ہے اور اس دوران دی گئی طلاق مؤثر ہو جاتی ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ وہ اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہہ دیں: ''دوران حیض دی گئی طلاق سے رجوع کرے پھر طہر یا حمل کی حالت میں اسے طلاق دے۔'' (مسلم' الطلاق:۱۴۷۱)

واضح رہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو دوران حیض طلاق دی تھی' جس کی شکایت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کی تھی' اس وقت آپ ﷺ نے یہ حکم دیا۔

بہر حال دوران حمل دی گئی طلاق مؤثر ہو جاتی ہے اور اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ اگلے دن ہو جائے یا چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو۔ وضع حمل ہوتے ہی نکاح ختم ہو جاتا ہے' اس کے بعد اگر پہلی یا دوسری طلاق ہے تو تجدید نکاح سے گھر آباد کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ لڑکی راضی ہو اور سرپرست بھی اجازت دے نیز حق مہر بھی نیا ہوگا۔ اس کے علاوہ گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

صورت مسئولہ میں خاوند نے اپنی بیوی کو دوران حمل طلاق دی ہے' اس طرح دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے' وضع حمل سے پہلے پہلے خاوند کو رجوع کرنے کا پورا پورا حق ہے' وضع حمل کے بعد بھی رجوع کیا جا سکتا ہے لیکن یہ تجدید نکاح سے ممکن ہوگا۔ واللہ اعلم!

باپ پر خرچ کرنا

سوال میرا بیٹا سرکاری ملازم ہے اور معقول تنخواہ لیتا ہے' اس کے علاوہ اسے سرکاری طور پر بہت سی مراعات بھی حاصل ہیں' لیکن وہ مجھے کچھ نہیں دیتا جبکہ میں ضرورت مند ہوں' اس سلسلہ میں میرے حقوق کی وضاحت کریں۔

جواب والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ایک اہم فریضہ ہے' یہ فریضہ خدمت گذاری اور ان پر خرچ کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ بیٹا اگر شادی شدہ ہے تو اپنے ضرورت مند والد کو اس قدر دے کہ وہ کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو' باپ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ حسب ضرورت بیٹے سے مال کا مطالبہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''بلاشبہ پاکیزہ مال جسے تم کھاتے ہو وہ ہے جو تم نے کھایا ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔'' (ابوداود' الاجارہ:۳۵۲۸)

اس حدیث کی روشنی میں بیٹے کا فرض ہے کہ وہ اپنے ضرورت مند والد کی ضروریات کو پورا کرے خواہ بیٹا شادی شدہ ہی کیوں نہ ہو اور اس پر اپنے خاندان کی کفالت کرنا بھی ہو۔ قرآن کریم نے کافر والدین سے بھی دنیاوی معاملات میں حسن سلوک کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''دنیا میں اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔'' (لقمان:۱۵)

اس آیت کی روشنی میں اولاد پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کی کفالت کریں اور اسے اپنی سعادت خیال کریں اور والدین کو بھی بغیر کسی اجازت کے اپنی اولاد کی کمائی سے اپنی لازمی اور بنیادی ضروریات پوری کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اس معاملہ میں افراط وتفریط نہیں ہونا چاہیے۔ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے والدین کی ضروریات کا خیال رکھیں اور والدین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی کو بے دردی سے خرچ کر کے اسے اجاڑنے کی کوشش نہ کریں۔

صورت مسئولہ میں بیٹا صاحب حیثیت ہے اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں بھی اپنے والد کی ضروریات کا خیال رکھنا اس کا اخلاقی فرض ہے' اسے چاہیے کہ وہ اس کی خدمت

گذاری میں کوتاہی سے کام نہ لے بلکہ اسے خوش کرنے کی پوری پوری کوشش کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضگی میں ہے۔'' (ترمذی' البر والصلہ: ۱۸۹۹)

بیٹے کو چاہیے کہ وہ اپنے والد سے حسن سلوک کرے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔

بیوی بچوں پر خرچ کرنا

سوال میرے میاں دیندار اور صاحب ثروت ہیں' صدقہ وخیرات بہت کرتے ہیں' لیکن اہل خانہ اور اپنے بچوں پر خرچ کرنے پر وسعت سے کام نہیں لیتے' بس واجبی سا خرچہ دیتے ہیں جس سے بس گذر اوقات ہی ہوتا ہے' کیا ایسا رویہ شریعت میں جائز ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے مرد کو گھر کا سربراہ اس لیے قرار دیا ہے کہ وہ گھر کے اخراجات کو برداشت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مرد' عورتوں کے سربراہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے اور اس لیے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔'' (النساء: ۳۴)

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو گھریلو اخراجات برداشت کرنا چاہئیں اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے فرمایا ہے: ''کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہو اسے بھی چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے حسب توفیق خرچ کرے۔'' (الطلاق: ۷)

حدیث میں اپنے اہل خانہ پر خرچ کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے' رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''زیادہ فضیلت والا دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔'' (مسلم' الزکاۃ: ۹۹۴)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل خانہ پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔'' (بخاری' الایمان: ۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''تو کوئی بھی چیز اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرے تو تجھے اس پر اجر وثواب ملے گا حتی کہ وہ چیز جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔'' (بخاری' الجنائز: ۱۲۹۵)

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا چاہیے اور ان پر خرچ کرنا اس کی ذمہ داری ہے نیز اس میں کنجوسی سے کام نہ لے۔ اتنا ضرور خرچ کرے جتنا واجب ہے لیکن اسراف سے پرہیز کرے۔ بیگمات کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کو بلاوجہ اخراجات کے سلسلہ میں تنگ نہ کریں۔ بہرحال افراط وتفریط سے اجتناب کرتے ہوئے میانہ روی کے ساتھ گھر کے اخراجات پورے کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اسے یہ ذمہ داری نبھانا چاہیے۔

بیوی کا بلاوجہ اپنے والدین کے ہاں جانا

سوال میری بیوی' میری اجازت کے بغیر اپنے میکے چلی گئی اور وہاں والدین کی تیمارداری کے بہانے مستقل قیام رکھے ہوئے ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اسے اپنے گھر لاؤں لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں' ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب اللہ تعالیٰ نے خاندانی نظام کو یکجا اور جوڑنے کے لیے رہنما اصول بیان فرمائے ہیں جبکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ اسے ہر طرح سے سبوتاژ کر دیا جائے' وہ چاہتا ہے کہ بیوی اور خاوند کے درمیان علیحدگی ہو جائے۔ قرآن مجید میں جادو کے نقصانات بیان ہوئے ہیں وہاں میاں بیوی کے درمیان علیحدگی برسرفہرست ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لوگ ان سے ایسا جادو سیکھتے ہیں جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔'' (البقرہ: ۱۰۲)

قرآن کریم نے میاں بیوی کی ناچاقی کی صورت میں ایک حل پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے: ''اور اگر تم لوگوں کو میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کریں' وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔'' (النساء: ۳۵)

آیت کریمہ میں ''دونوں'' سے مراد ثالث بھی ہیں اور میاں بیوی بھی' ہر جھگڑے میں صلح کا امکان ہے بشرطیکہ فریقین بھی صلح پسند ہوں اور درمیان میں آنے والے بھی چاہتے ہوں کہ فریقین میں کسی طرح صلح ہو جائے۔

اس دوران خاوند کو چاہیے کہ وہ نرمی اور بردباری سے کام لے' نیز خود کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو تلاش کرے' بہت سے ایسے خاندان ہیں جو تباہی اور بربادی کے کنارے پہنچ کر خوشی ومسرت کی طرف لوٹ آتے ہیں' ہمیں بھی یہی توقع ہے۔ واللہ اعلم!

افواہ سازی اور فتنہ باز لوگوں سے تحفظ

امام مسجد الحرام فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن حمید حفظہ اللہ

مترجم —— جناب محمد اجمل بھٹی/ جناب عاطف الیاس
تلخیص —— جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ —— 13 شعبان 1437ھ/ 20 مئی 2016ء

حمد وثناء کے بعد!

اے لوگو! میں خود کو اور تمہیں اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں لہٰذا تم اللہ کا تقویٰ اختیا کرو۔ تقویٰ الٰہی کی توفیق ملنے کی کچھ علامات ہیں۔ مثلاً اطاعت کا آسان ہو جانا، سنت نبوی کی اتباع نصیب ہونا، عمدہ اخلاق اپنانا، صدقہ وخیرات کرنا، وقت کی حفاظت کرنا، مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام کرنا اور نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا۔

مومن شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہوتا ہے۔ ہر شخص کے مقدر میں جو لکھا ہے اسی کے مطابق اس کے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اپنے رب سے خیر و برکت طلب کرنے کیلئے استخارہ کر لے اور اپنے مخلص دوست سے مشورہ بھی لے لے اور پھر بھرپور محنت کرے تو اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب اس پر کچھ ملامت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔'' (النحل)

برادران اسلام! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ چھوٹا سا ایک واقعہ یا جھوٹی خبر، یا مشکوک بات یا سچ اور جھوٹ میں بٹی ہوئی ایک خبر کو فتنہ پرور لوگ کس طرح بریکنگ نیوز اور ہیڈ لائن بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یکا یک ریڈیو اور ٹیلی ویژن سکرینیں اس خبر سے جگمگانے لگتی ہیں۔ اسی خبر پر ٹاک شوز اور سیمینارز منعقد کیے جاتے ہیں۔ مختلف زاویوں سے اس کی تصویر کشی کی جانے لگتی ہے، کالم نگار اس پر اپنے قلم کی جولانیاں دکھاتے ہیں۔ فیس بک اور ٹویٹر پر پیغام رسانی کی جاتی ہے۔ حتی کہ اسے زمانے بھر کا شاہکار بنا دیا جاتا ہے یا اسے بہت بڑی مصیبت اور مشکل کے طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس سارے عمل میں نہ خبر کی تصدیق کی جاتی ہے نہ غور وفکر، نہ اس کی تحقیق کی جاتی ہے اور نہ تصحیح کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ پھر جب غبار چھٹتا ہے اور حقیقت حال آشکارا ہوتی ہے تو یہ بے بنیاد خبر ہوا ہو کے رہ جاتی ہے۔ کہیں سے اس کی تصدیق نہیں ہو پاتی۔

یہ کام صرف لوگوں کو مضطرب کرنے کیلئے، ہمتوں کو پست کرنے اور امت کو اس کے مفاد سے ہٹانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو خوفزدہ، گمراہ، پریشان اور برباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بندگانِ الٰہی! تمہارا کیا خیال ہے، یہ کون کرتا ہے؟ ان جھوٹی افواہوں کا گناہ کسے ہوگا؟

بلاشبہ افواہ ساز اور فتنہ باز لوگ ہیں جو بے چینی اور اضطراب کو ہوا دیتے ہیں۔ بے قراری اور بے سکونی پھیلاتے ہیں۔ ہر وہ خبر نشر کرتے ہیں جو مسلمانوں کو گرا دے اور پست بنا دے۔ یہ لوگ انجام کار اور اس کے برے اثرات سے بے پروا ہو کر، حقائق کو جانے بغیر عوامی مسائل پر رائے زنی کرتے ہیں۔

عزیز بھائیو! افواہ سازی میں گفتگو اور نصوص کو سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر ایسی حاشیہ آرائی کی جاتی ہے کہ جو ناجائز اور غلط ہوتی ہے۔ گفتگو اس حاشیہ نویسی کی متحمل نہیں ہوتی اور نہ کہنے والے کی طرف اس کی نسبت کرنا ہی درست ہوتا ہے۔

افواہ سازی میں گفتگو اور نصوص کو سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر ایسی حاشیہ آرائی کی جاتی ہے کہ جو ناجائز اور غلط ہوتی ہے۔ گفتگو اس حاشیہ نویسی کی متحمل نہیں ہوتی اور نہ کہنے والے کی طرف اس کی نسبت کرنا ہی درست ہوتا ہے۔

افواہ سازی اور مایوسی پھیلانے سے عزائم کمزور ہوتے ہیں، ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ قوتیں ٹوٹ جاتی ہیں، طاقت کمزور پڑتی ہے، امکانات اور تخمینے مشکوک ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی نظروں میں دشمن زور آور ہو جاتا ہے، اور ایسے قصے، واقعات اور حادثات گھڑے جاتے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں میں ناکامی، نامرادی اور مایوسی پھیلانا ہوتا ہے۔

افواہ سازی سے معاشرہ ایسے نظر آتا ہے جیسے وہ مکمل فاسد ہو چکا ہو اور اس میں کوئی خیر و بھلائی باقی نہ ہو۔ لوگ صرف فسادیوں اور گمراہوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور سننے والا سمجھتا ہے کہ حق پر قائم اور نیک لوگ نہایت کم ہیں۔ افواہ ساز نیک اور اصلاح پسندوں کو مایوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں، گویا کہ نیک لوگ اپنا راستہ ہی نہ جانتے ہوں، مصلحین کو سیدھی راہ نہ ملتی ہو۔ یہ لوگ غلطیوں اور خطاؤں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ بلند مرتبہ شخص کو گرانے اور پست مقام کو اعلیٰ مقام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹے بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علمائے کرام سے علم حاصل کرنے سے روکتے ہیں۔ وہ تبدیلیاں کرتے ہیں، لوگوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اور حکمرانوں کے خلاف جرأت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمتوں کو کچل دیتے اور ایجادات کو دفن کرتے ہیں۔ کامیاب لوگوں کے مقام ومرتبے کو کم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اہل خیر کی کوئی حیثیت نہیں، اور اہل باطل ان کے نزدیک زمام کار سنبھالنے والے ہیں۔ اس طرح وہ اہل فضل کا اعتماد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نیک اور مصلح لوگوں کی پیروی سے روکتے ہیں۔

یہ لوگ دینی امور، سیاسی حالات، اقتصادی معاملات، امن وامان کے واقعات پھر، اجتماعی، تربیتی، صحی اور تعلیمی تمام قسم کے معاملات میں مداخلت کی کوشش کرتے ہیں۔

دشمنانِ اسلام کو خوب بڑھا کر پیش کرتے ہیں، ان کی عالمی قوت اور اسلحے کے انباروں کو موضوع گفتگو بناتے ہیں، انہیں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور اپنوں کو

گراتے ہیں۔ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمنانِ اسلام کے قافلے میں نہایت ذلیل و رسوا ہو کر شامل ہو جاتے ہیں۔

بلاشبہ اسلامی ممالک کے عسکری اتحاد، عاصفۃ الحزم اور دیگر اتحادوں سے مسلمانوں کے سر بلند ہوئے ہیں۔ اس سے جھوٹے دعوے دم توڑ گئے ہیں، مسلمانوں کا راستہ روشن اور دشمنان کا راستہ اندھیر ہوا ہے۔

برادرانِ اسلام! افواہ سازوں کا طریقہ رکاوٹیں ڈالنا، مایوس کرنا اور فتنہ پھیلانا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تم میں سے اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو (جنگ کے کام میں) رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں، جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ''آؤ ہماری طرف'' جو لڑائی میں حصہ لیتے بھی ہیں تو بس نام گنانے کو۔'' (الاحزاب)

نیز فرمایا:

''اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے' وہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے، اور تمہارے گروہ کا حال یہ ہے کہ ابھی اُس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اُن کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں، اللہ اِن ظالموں کو خوب جانتا ہے۔'' (التوبہ)

افواہ سازی منافقوں کا راستہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے، اور وہ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے تمہیں اُٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔'' (الاحزاب:60)

افواہ ساز ہمیشہ بیماری اور کمزوری کا تذکرہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ دوا اور علاج سے چشم پوشی کرتا ہے۔ وہ فضائل کو نظر انداز کر کے عیب نمایاں کرتا ہے۔ منفی چیزیں اس کا ہدف اور مثبت چیزوں وہ سے کنارہ کش ہو رہتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب برائیاں ہی برائیاں نمایاں ہو جاتی ہیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے معاشرے کا امتیازی نشان یہی برائیاں ہیں اور قوم کا زیادہ تر حصہ اسی میں مبتلا ہے۔ افواہ سازی کے ذریعے گمراہی اور مایوسی پھیلائی جاتی ہے اور انجام کار میں یہ امت اسلامیہ کے خلاف بہت بڑی دشمنی اور اہل حق پر بہت بڑا ظلم ہوتا ہے۔

افواہ سازی کے میدان بڑے وسیع ہیں۔ اخبارات، رسائل، ملازمت کے مقامات، مسجد، مدرسہ، اجتماعی مقامات وغیرہ۔ ان میں جھوٹی خبریں پھیلائی جاتی ہیں اور حادثات کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ انہیں جلی حروف اور مکروہ تصویروں میں واضح کیا جاتا ہے، مضحکہ خیز اسلوب اختیار کیے جاتے ہیں۔ حق و باطل کو خلط ملط کیا جاتا ہے۔ حاشیہ آرائی اور جھوٹی خبر کو بار بار پیش کر کے قوم کو ہنسایا جاتا ہے۔ وہ جسے چاہتے ہیں بڑھا چڑھا کر اور جسے چاہتے ہیں گھٹا دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں سوشل میڈیا کا کردار سب سے زیادہ مجرمانہ ہے۔ یہ ادارے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹ کی نشر و اشاعت میں بہت تیز رفتار ہیں۔ معمولی حادثات کو بہت بڑا بنا کر، حقائق کو کاٹ کر پیش کرتے ہیں اور ایک چیز کو بار بار پیش کرتے ہیں۔

افواہ ساز ہمیشہ بیماری اور کمزوری کا تذکرہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ دوا اور علاج سے چشم پوشی کرتا ہے۔ وہ فضائل کو نظر انداز کر کے عیب نمایاں کرتا ہے۔ منفی چیزیں اس کا ہدف اور مثبت چیزوں وہ سے کنارہ کش ہو رہتا ہے۔

بندگانِ الٰہی! اہل علم نے افواہ سازی کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے افواہ سازی سے بچنا ضروری ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: افواہ سازی حرام ہے کیونکہ اس سے اہل ایمان کو اذیت ہوتی ہے۔ بلکہ بعض علماء نے اسے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی افواہیں پھیلانے والوں پر قرآن مجید میں لعنت کی ہے اور انہیں منافقوں کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوگی۔ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بُری طرح مارے جائیں گے۔'' (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان افواہ سازوں کو مدینہ سے نکال دیں اور ان سے جنگ لڑیں۔

افواہ سازی کی حرمت فتنے اور دشمن کے غلبے کے دور میں مزید سخت ہو جاتی ہے کیونکہ افواہ سازی سے لوگوں میں فتنہ و فساد پھیلے گا، وہ کمزور اور پست ہمت ہو جائیں گے اور وہ انتشار و افتراق کا شکار ہو جائیں گے۔

ہوگا یہ کہ افواہ سازوں کے بعد ان کے جاسوس آ جائیں گے' وہ مجلسوں کو خوب گرمائیں گے۔ وہ فتنہ والی باتوں کو بار بار دہرائیں گے۔ افواہیں پھیلائیں گے اور ہر چھوٹے بڑے معاشرے کو خراب کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ابھی اُس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اُن کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں۔'' (التوبہ)

نیز فرمایا:

''تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ اُنہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔'' (المائدہ)

وہ حادثات کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں اور حالات حاضرہ کو غلط شکل میں پیش کرتے ہیں بلکہ بعض دفعہ وہ تاریخ کو مسخ کرتے ہیں۔ یہ لوگ برباد کنویں کو شاندار محل بنا کر پیش کرتے ہیں اور بلا علم و خبر باتیں بناتے ہیں۔

فیس بک اور ٹویٹر کے کتنے ہی مسکین شائقین انہی افواہ سازوں اور مایوس کرنے والوں کے طریقے پر چل نکلتے ہیں۔ وہ سادہ لوح اور ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ ان مایوسی پھیلانے والے جھوٹوں کی باتیں سنتے ہیں اور ان کے فتنے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ انہی کے کلمات کو دہراتے اور نشر کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح ان افواہ سازوں اور ان کے پیروکاروں کی اجتماعی کارروائیوں سے امت کے لیے مصائب و مشکلات اور دشمنانِ اسلام کے لیے مدد و حمایت کا ایسا سامان مہیا ہوتا ہے جس کا انکار ممکن ہی نہیں۔

برادرانِ اسلام! ان افواہ سازوں کے کچھ مقاصد اور آرزوئیں ہیں۔ یہ فکری دہشت گردی پھیلانا اور نفسیاتی جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے عزائم کو کمزور

اور غیرت مند اہل حق کو دکھ اور تکلیف میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ جو اپنے دین، وطن اور امت کے فائدے اور مفاد کی کوششیں کرتے ہیں۔ یہ لوگوں میں فتنہ اور اضطراب پھیلانا چاہتے ہیں، یہ اہل فضل اور مقام و مرتبہ کے حامل لوگوں کا اعتماد خراب کرنا چاہتے ہیں۔ ان پر طعن و تشنیع کر کے ان کی اقتداء سے روکنا چاہتے ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ کچھ غافل بغیر سوچے سمجھے، بغیر غور و فکر کیے خبریں اور حادثات آگے منتقل کرتے چلے جاتے ہیں، انہیں انجام، مقاصد اور لوگوں کے مفاد کی کچھ پروا نہیں ہوتی، وہ غیر مناسب دوڑ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ کبھی دوسروں سے نفرت و دشمنی کی بنا پر، اس کی شہرت خراب کرنے اور اسے نیچا دکھانے کے لیے امن و امان اور اعتماد کو برباد کرنے کیلئے یہ کام کرتے ہیں۔

لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ افواہ سازی کے ساتھ ہی بد امنی، انتشار و افتراق آتا جائے گا اور امن و سکون ختم ہوتا جائے گا۔ آپ ہر افواہ ساز کو بے چین اور دکھی بھی پائیں گے، وہ بدگمان، کم ہمت، دائمی شکوے کرنے والا، منہ بسورنے والا، اکتاہٹ کا شکار بھی ہوگا۔ امید اس کے نزدیک نامرادی ہوتی ہے اور کسی کام کی تکمیل کو بھی یہ غلطی شمار کرتا ہے۔ وہ صرف تشدد اور شر ہی کا طلبگار ہوتا ہے۔

وہ لوگوں کے چہروں پر خوشی اور خیر و بھلائی دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔

یہ نفسیاتی بیماری ہے، اخلاقی گراوٹ ہے، بلکہ اپنی ذمے داری سے فرار کی کوشش ہے۔ اپنے برے کردار کو روا رکھنے، اپنے من کو خوش کرنے اور اپنے طریقہ کار کو درست گردانے کی کوشش ہے۔

برادران اسلام! یہ افواہ ساز اور مایوسی پھیلانے والے اپنی جانوں ہی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے خود کو نیکی اور بھلائی کا کام کرنے سے محروم کر رکھا ہے۔ یہ اپنے رب کی رضا والے کام کرنے، امت کی مدد اور اس کی بلندی کیلئے کوششیں کرنے، امت کی ہمت کو بلند کرنے اور اس کی مدد کرنے سے عاجز ہیں۔ غالباً بڑے بڑے افواہ ساز دشمنان اسلام اور منافق ہی ہیں۔

پھر ان کے بعد سادہ لوح عوام ہیں۔ بدقسمتی سے یہ ہمارے ہم وطن ہیں۔ یہ داخلی، خارجی اور کمزور پوائنٹس سے بخوبی واقف ہیں۔ پھر ان کے ساتھ جاہل عوام بھی ہیں۔

غیرت مند اہل اسلام کو اس خطرے کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے بہت بڑے گناہ اور برے اثرات کو سمجھنا چاہیے۔ لہٰذا انہیں خبریں سنتے اور نقل کرتے وقت خوب غور و فکر کرنا چاہیے۔ انہیں گفتگو میں مبالغے اور خیالی تصورات سے بچنا چاہیے کیونکہ مسلمان ایک ہی خندق میں اور ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ یقیناً اہل ایمان کو ان کے مخالف اور دشمن کچھ نقصان نہ دے سکیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے، اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے۔'' (آل عمران)

اے اللہ کے بندے! خبردار! افواہ ساز یا افواہ کا شکار بننے سے بچنا۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ تم اپنے کانوں پر چھلنی لگا لو تاکہ بری اور بھلی آوازوں میں تمیز کر سکو۔ افواہ سازوں اور مایوسی پھیلانے والوں کی خبروں سے بچ سکو۔ عمدہ بات سنو اور اس کی پیروی کرو۔

خبردار! اپنی قوم کو مایوس کرنے والا مت بننا۔ شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمنانِ اسلام کا دست و بازو مت بننا۔

ہر قلم کار، فیس بک کے پیج اور ویب سائٹ کے مالک کو جان لینا چاہیے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔ اسے لکھے جانے والے ہر حرف اور ہر لفظ کا جواب دینا ہے۔ ہر تصویر جو اس نے شیئر کی اس کا جواب دہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور حلم کی ایک خوبصورت شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے موقعوں پر اہل حق اور اہل علم و ایمان کو ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔ ان کے دل غمگین ہوتے ہیں۔ اگر وہ ان افواہوں پر غمگین اور دکھی ہوتے ہیں۔ دینی غیرت انہیں پریشان کرتی ہے، وہ باطل پر کڑھتے ہیں تو اللہ انہیں ایسے درجات عطا کرتا ہے جو **بکثرت صوم و صلاۃ سے بھی نہیں مل سکتے۔**

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر منافقین، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے، اور وہ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے تمہیں اُٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے' ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہو گی، جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بُری طرح مارے جائیں گے' یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے، اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔'' (الاحزاب)

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

ملک کو ہلا کر رکھ دینے والی اور افراتفری پھیلا دینے والی خبریں پھیلانے والوں میں کچھ نیک سیرت، سچے اور غیرت مند بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اپنے تئیں وہ ایسی خبریں پھیلا کر بھلائی، اصلاح اور نیکی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کو برائیوں سے خبردار کیا جا سکتا ہے اور ان میں آگاہی پھیلائی جا سکتی ہے، لیکن درحقیقت انہوں نے بھلے اور برے نتائج کا تقابل نہیں کیا ہوتا اور مثبت اور منفی پہلوؤں پر غور ہی نہیں کیا ہوتا۔

اس میں کیا شک ہے کہ ایسی افواہیں لوگوں میں مایوسی پیدا کرتی ہیں۔ ان کے ذریعے سے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے، اخلاقی بیماریاں پھیلتی ہیں، لوگوں کے حوصلے پست ہوتے ہیں اور ہمتیں گھٹ کے رہ جاتی ہیں۔

چنانچہ ضرورت اس چیز کی ہے کہ افواہ سازی، نصیحت اور مذمت میں موجود فرق کو مدنظر رکھا جائے۔ نصیحت تو ضرور ہی کرنا چاہیے، برائی کی مذمت بھی ضرور ہونی چاہیے اور بھلائی کا حکم بھی دینا چاہیے کیونکہ یہ اہم ترین شے ہے۔

لیکن یہ تو واضح ہے کہ افواہ سازی لوگوں میں شکست خوردگی پیدا کر کے ان پر مایوسی طاری کر دیتی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کہا کہ لوگ برباد ہو گئے، دراصل **اسی نے انہیں ہلاک کیا ہوتا ہے۔**'' (مسلم)

مسلمانوں میں شریعت کی مخالفت یا دیگر خرابیوں پر یقیناً انہیں نصیحت کی جاتی ہے اور انہیں خبردار کیا جاتا ہے، تاہم یہ کام ممکنہ حد تک مثبت اور موزوں ترین گفتگو

کے ذریعے اور لوگوں کے حالات اور ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت اور بہترین نصیحت سے کیا جانا چاہیے۔ مریض کی مذمت کے بجائے علاج پر توجہ مرکوز رکھی جانی چاہیے اور تنقید برائے تنقید کے بجائے نفع بخش حل بھی پیش کیے جانے چاہئیں۔

اصلاح کی غرض سے نصیحت کرنے والا پہلے تو بیماری کی تشخیص کرتا ہے تاکہ اس کا علاج ممکن ہو، پھر برائی کو پہچانتا ہے اور کسی شخص میں موجود بھلائیوں اور برائیوں کے تناسب کو بھی مدنظر رکھتا ہے۔

اے مسلمانو! افواہ سازی اور افواہ سازوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتے ہیں، کسی بھی بات کو لے کر مسلمانوں میں انتشار اور افراتفری پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ہمارے اسلام کے اس حسین تعلق کو نشانہ بناتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر کوئی تعلق نہیں اور وہ اسلامی بھائی چارہ پر حملہ کرتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر کوئی جوڑنے والی چیز نہیں ہے۔

ایسا کام وہ بطور خاص اس وقت کرتے ہیں کہ جب مسلمان حج، عمرہ اور زیارت کرنے کے لیے مقدس مقامات کا رخ کرتے ہیں اور تمام اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی وحدت اور یک جہتی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''ان مقرر مہینوں میں جو حج کی نیت کرے، اُسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی اور کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو۔'' (البقرۃ)

جب مسلمان ان مقامات کا رخ کرتے ہیں تو وہ اس یقین کے ساتھ آتے ہیں کہ ان پاکیزہ مقامات پر اختلاف اور انتقام قطعی درست نہیں ہو سکتے، تاہم دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلنے والے یہ افواہ ساز حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی توجہ ان مسائل سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں اپنے اپنے ملکوں میں درپیش ہیں۔ پھر وہ افواہوں کے ذریعے مقامات عبادت، اجتماعات اسلام اور مشاعر مقدسہ کو اپنے بدترین مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں حد درجہ شور وغل مچایا جائے اور لوگوں میں افراتفری پیدا کی جائے تاکہ لوگوں میں لڑائیوں اور فرقہ واریت کو فروغ ملے اور فتنے پھیل جائیں۔

مسلمانو! مظاہروں، مارچوں اور اجتماعات میں ایسے نعرے، ایسے جملے اور ایسے الفاظ بولنا کہ جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ان کے ذریعے مسلمانوں کو بد نظمی کی طرف گھسیٹنا تو سیدھا سیدھا شعائر مقدسہ کے مقاصد پر حملہ ہے۔ یہ مہمانان خدا کو امن وامان سے محروم کرنے کی مذموم سازش ہے۔ یہ عبادت گاہوں کا سکون ختم کرنے کی کوشش ہے اور مقامات مقدسہ کی حرمت پامال کرنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے کاموں کی نہ تو قرآن کریم میں اجازت دی ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے سنت مطہرہ میں دی ہے، نہ کسی ثقہ عالم نے اس کا فتویٰ دیا ہے اور نہ کسی عالم نے آج تک ایسا کام ہی کیا ہے۔

حرمین شریفین کی خدمت، حفاظت اور نگہداشت کرنے والی سعودی حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ کسی بھی فرد یا ادارے کو مقدسات اسلامیہ کا ماحول خراب کرنے یا حاجیوں کے امن وامان سے کھیلنے کی اجازت نہ دی جائے۔

سعودی عرب اپنے عوام، اللہ کے گھر کے زائرین، معتکفین اور باہر سے آنے والے لوگوں کی حفاظت کے لیے سخت رویے اپنانے اور بڑے قدم اٹھانے کے لیے تیار ہے کیونکہ ان لوگوں کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے اور وہ ذمہ داری بہترین انداز میں نبھا رہی ہے۔

یقیناً خادم حرمین شریفین، اس کے نائب، حکومتی افسر اور تمام متعلقہ افراد حرمین شریفین اور حرمین شریفین کے حاجیوں کی خدمت کے لیے اپنی خاص و عام چیز داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہیں تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور ان پر واجب ذمہ داری ادا ہو سکے۔ اس کا عملی مظاہرہ یہ ہے کہ سعودی حکومت نے اللہ کے مہمانوں کی خدمت کے لیے ایسے بڑے پراجیکٹ شروع کر رکھے ہیں، جن میں سے بہت سے مکمل بھی ہو چکے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر ہر مسلمان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور جنہیں ہر حاجی با آسانی دیکھ سکتا ہے۔ ان شاء اللہ ابھی اس سے، بہت زیادہ کچھ دیکھنے کو ملنے والا ہے۔

سنو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ باہمی مدد اور رواداری کا مظاہرہ کرو۔ اخلاص کے ساتھ بھلائی کی نصیحت کرتے رہو۔ رحم کی تلقین کرتے رہو۔ مسلمانوں کو اختلاف اور بری افواہوں سے بچانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرو۔ امت اسلامیہ کو عزت دینے والے، مسلمانوں کے دین کی حفاظت کرنے والے اور اسلامی ممالک میں امن وامان قائم رکھنے والے کام سرانجام دو۔

اے اللہ! امت اسلامیہ کو ایسے حالات مہیا فرما جس میں نیک لوگوں کی عزت بڑھ جائے، گناہ گاروں کو ہدایت مل جائے۔ جس میں بھلائی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

بقیہ خوف خدا میں بہنے والے آنسو

ساری ساری رات اللہ پاک کی یاد اور خوف میں اشکبار رہتی تھی۔ اس حوالہ سے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس معاملہ میں سب سے زیادہ عقل مند شخص وہ ہے جو (اللہ کے ڈر سے قرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے کا یقین رکھتے ہوئے) رو پڑے، پس تم اپنے دلوں کو رلاؤ اور اپنے برے اعمال پر ندامت کے آنسو بہاؤ اگرچہ آدمی سخت دل ہی کیوں نہ ہو۔ بہرحال اس کی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر جانا چاہیے۔ اسی طرح احیاء العلوم الغزالی میں ابوسلمانؒ کا فرمان ہے کہ ''آنکھوں کو رونے اور دل کو فکر کرنے کی عادت ڈالو''

ان آیات، احادیث اور اقوال سے ثابت ہے کہ آنسوؤں کی اصل اہمیت یا تو یاد الٰہی میں ہے یا خوف خدا میں جو دنیا و آخرت میں ہمارے لئے باعث نجات بن سکیں گے۔

شان مصطفی ﷺ کانفرنس

مؤرخہ 13 مارچ 2016ء بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد توحیدی اہل حدیث یونٹ نور والی نہر رحیم یار خاں میں 7ویں شان مصطفی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ زیر امارت مرزا افتخار بیگ، زیر نظامت صاحبزادہ ثناء اللہ شاہد قصوری، زیر صدارت مولانا ڈاکٹر عبدالغفار احسن، زیر نگرانی قاری غلام سرور۔ مقررین: خصوصی خطاب حافظ ابوبکر سلطان یزدانی، مولانا ثناء اللہ شاہد قصوری، مولانا ماسٹر رضاء اللہ سلفی، مرزا افتخار بیگ، مولانا قاری ساجد منیر، مولانا عبدالاکبر عباسی نے خطابات کیے۔

منجانب: شعبہ تبلیغ تحصیل رحیم یار خاں

روزہ اسلام کا اہم رکن

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کی فضیلت اجاگر فرمائی' چونکہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے اس لیے اسے تمام مہینوں میں سے امتیازی حیثیت عطا فرمائی۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن حکیم اترا' جو لوگوں کے لیے سرتاپا ہدایت ہے۔ جو ہدایت تمیز حق وباطل کی نشانی ہے۔ پس جو اس مہینہ میں زندہ موجود رہے وہ روزے رکھے اور جو مریض یا حاضر ہو وہ ان کے بدلے دوسرے دنوں میں پھر روزے رکھ لے۔ خدا آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور روزے اس لیے فرض ہوئے کہ تم اس عطائے ہدایت پر خدا کی بڑائی کرو اور شکر بجالاؤ۔'' (بقرہ: ۱۸۵)

روزہ کا مقصد:

روزہ کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ انسان کے اخلاق وکردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ روزے کے ذریعے تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔

روزے سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے۔ روزہ پاکیزگی اور بالیدگی کی عملی مشق ہے جس کے ذریعے سے لوگ روحانی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرتے' اپنے آپ کو خوبیوں سے آراستہ کرتے اور تقویٰ واصلاح نفس کے بلند درجات پہ فائز ہوتے ہیں۔

مسلم معاشرے کی تربیت اور تزکیہ نفس میں رمضان المبارک کے اثرات واضح ہیں' بنا بریں شارع علیہ السلام نے نفلی طور پر بھی مختلف دنوں اور تاریخوں میں روزہ رکھنے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور روزے کی برکت حاصل کرنے کے لیے سارا سال یہ مشق جاری رکھی جاسکتی ہے تاکہ جیسے ہی کوئی مسلمان اپنی نفسانی خواہشات کا کنٹرول اور دل کی سختی کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کے حصول کے لیے روزہ رکھ سکتا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.]

''جس آدمی نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے (۷۰) ستر سال کی مسافت کے بقدر دور فرمائیں گے۔'' (صحیح بخاری' رقم الحدیث نمبر: ۲۸۴۰)

حافظ ابن القیم (م ۷۵۱ھ) روزہ کے مقاصد درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ

''روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے۔ اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس کے ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے۔ بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہرت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے اور اعضاء وجوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہے۔ اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام' مجاہدین کی ڈھال اور ابرار ومقربین کی ریاضت ہے۔'' (زادالمعاد: ۱/۱۵۲)

روزہ کے مقاصد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: [اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ] ''روزہ ڈھال ہے۔'' چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہش مند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو روزے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مصلح تھے اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے۔'' (زادالمعاد: ۱/۱۵۲)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) روزہ کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس روزہ وہ ہے جو ہمیں پرہیزگاری کا سبق دے' روزہ وہ ہے جو ہمارے اندر تقویٰ اور طہارت پیدا کرے' روزہ وہ ہے جو ہمیں صبر وتحمل شدائد وتکالیف کا عادی بنائے' روزہ وہ ہے جو ہماری بہیمی قوتوں اور غضبی خواہشوں کے اندر اعتدال پیدا کرے۔ روزہ وہ ہے جس سے ہمارے اندر نیکیوں کا جوش' صداقتوں کا عشق' راستبازی کی شیفتگی اور برائیوں سے اجتناب کی قوت پیدا ہو۔ یہی چیز روزہ کا اصل مقصود ہو اور باقی سب کچھ بمنزلہ وسائل وذرائع کے ہے۔'' (ارکان اسلام: ص ۲۸۴)

رمضان کو روزہ کے ساتھ کیوں مخصوص کیا گیا؟:

وہ کون سا مقدس مہینہ تھا جس میں کلام الٰہی بندوں کو پہنچنا شروع ہوا' وہ ماہ رمضان تھا۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کے لیے سرتاپا ہدایت ہے جو ہدایت وتمیز اور حق وباطل کی نشانی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے رمضان میں روزے فرض کیے ہیں اور ان دونوں کو ایک ساتھ لازم وملزوم قرار دیا ہے۔

حیثیت یہ ہے کہ ان دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور گم کردہ راہِ انسانیت کو صبح صادق نصیب ہوئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''کسی اور مہینہ کی تعیین ہونا ہی تھی تو اس کے لیے اس مہینہ سے بہتر کوئی مہینہ نہ تھا جس میں قرآن مجید نازل ہوا' ملت مصطفوی کی بنیاد زیادہ مستحکم ہوئی۔ مزید برآں یہ کہ شب قدر کا امکان بھی زیادہ تر اسی مہینہ میں ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغہ: ۲/۳۷)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''اس مہینہ کو قرآن مجید سے خاص مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا۔ یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے' آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینے کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ' اسی مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول پورے سال جمعیت باطنی کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ قابل مبارک ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو گیا اور نا کام و بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔''

(مکتوبات امام ربانی: ۱/۸)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام ورمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس کو عطائے ناموس فرقان وھدیٰ (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں اور اس کے نام کی تقدیس کریں' پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیم کے شکر کے لیے تیار نہیں اور اس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں' اس کی تقدیس و تمجید میں خود کو فراموش کرو اور اس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو۔''

(ارکان اسلام' ص ۲۲۷)

روزہ کی فضیلت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ]

''جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے۔'' (بخاری)

لاحاصل روزہ:

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

[مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ]

''جو شخص روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (بخاری)

اللہ تعالیٰ کے ہاں روزہ کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے' اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں۔ (معارف الحدیث: ۴/۱۱۲)

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں:

''پھر کتنے لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ایک سچے صائم کی پاک اور ستھری زندگی بھی انہیں نصیب ہو۔ آہ! میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو ایک طرف تو نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں تو دوسری طرف لوگوں کا مال کھاتے' بندوں کے حقوق غصب کرتے' اعزہ واقارب کے فرائض پامال کرتے' بندگان الٰہی کی غیبتیں کرتے' ان کو دکھ اور تکلیف پہنچاتے' طرح طرح کے مکر وفریب کو کام میں لاتے ہیں۔ یعنی اپنے دل کے شکم کو تو گناہوں کی کثافت سے آسودہ اور سیر رکھتے ہیں جبکہ ان کے جسم کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے۔ کیا یہی وہ روزہ دار نہیں جن کی نسبت فرمایا کہ [كَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِهٖ اِلَّا الْجُوْعَ وَالْعَطَشَ] (بخاری) کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوا بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔'' (ارکان اسلام: ص ۲۸۵)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں:

''شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی اور اخلاقی فوائد کے لیے مضر ہے۔ اس نے روزہ کو ادب وتقویٰ' دل اور زبان کی عفت وطہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو بدکلامی اور فضول گوئی نہ کرے اور نہ شور وشر کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔'' (بخاری)

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

''جس نے جھوٹ بولا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' (بخاری)

وہ روزہ جو تقویٰ اور عفاف کی روح سے خالی اور محروم ہو وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی حقیقت نہیں' ایسا جسم ہے جس کی روح نہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''کتنے روزہ دار ہیں کہ جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا اور کتنے ایسے عبادت گزار ہیں جن کو اپنے قیام میں شب بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔'' (بخاری)

(ارکان اربعہ: ص ۲۸۶)

اعتکاف:

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (بقرہ: ۱۸۷)

''جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن البیان فرماتے ہیں:

''﴿عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ سے استدلال کیا

گیا ہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے چاہے مرد ہو یا عورت' ازواج مطہرات نے بھی مسجد میں اعتکاف کیا۔ اس لیے عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا صحیح نہیں۔ البتہ مسجد میں ان کے لیے ہر چیز کا مردوں سے الگ انتظام کرنا ضروری ہے تاکہ مردوں سے کسی طرح کا اختلاط نہ ہو۔ جب تک مسجد میں معقول' محفوظ اور مردوں سے الگ انتظام نہ ہو عورتوں کو مسجدوں میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور عورتوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک نفلی عبادت ہے جب تک پوری طرح محفوظ نہ ہو اس نفلی عبادت سے گریز بہتر ہے۔'' (احسن البیان: ص ۹۰۴)

اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں مسنون ہے

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یک سو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر اس کے در پر (یعنی کسی مسجد کے کونے میں) پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ یہ خاص اس کی عبادت ہے اس عبادت کے لیے بہترین وقت رمضان المبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہو سکتا تھا۔ اسی لیے اس کو منتخب کیا گیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہر مسلم آبادی میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اواخر عشرہ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز محویت اتباع نبوی' تلاوت کتاب عزیز' تفکر خلق سماوات وارض' ذکر نعم الٰہی' تذکر اسمائے حسنیٰ اور تحیت و تسلیم ادائے صلوٰۃ میں اس طرح بسر کریں کہ ان اوقات محدودہ کا کوئی لمحہ تذکر و تفکر سے خالی نہ ہوتا کہ ان اشخاص مقدسہ کا جلوہ اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔''

(ارکان اسلام: ص ۲۳۱)

اعتکاف کا مقصد:

اعتکاف رمضان کے فوائد و مقاصد کی تکمیل کے لیے ہے۔ اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصے میں وہ سکون قلب' جمعیت باطنی' فکر و خیال کی مرکزیت' انقطاع الی اللہ کی دولت' رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی تو اس اعتکاف کے ذریعہ وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے۔ (ارکان اربعہ: ص ۲۹۴)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو۔ اشتغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و تردات اور ہجوم وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے۔ ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کے رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ مخلوق سے انس کی بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غم خوار نہ ہو گا یہ انس اس کا زاد سفر بنے۔ یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔'' (زاد المعاد: ۱/ ۱۷۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''چونکہ مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر' صفائی قلب' ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ' نیز طاقت و عبادت کا بہترین مرقع ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو عشرہ اواخر میں لکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لیے اس کو سنت قرار دیا ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/ ۴۲)

رسول اللہ ﷺ نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر دور میں اس کی پابندی کی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے' یہاں تک کہ آپ نے رحلت فرمائی' پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کا معمول قائم رکھا۔

صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے جس سال آپ ﷺ نے انتقال فرمایا آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

لیلۃ القدر (شب قدر):

فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (القدر)

''ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا اور ہاں تمہیں کس نے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے؟ وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس میں ارواح مقدسہ اور فرشتے اذن خداوندی سے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس رات میں طلوع آفتاب تک سلامتی ہے۔''

اس میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور ہزار مہینے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں' یہ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان عظیم ہے کہ مختصر عمر میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے کیسی سہولت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و رحمت سے اس رات کو رمضان کے آخری عشرہ میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.] (بخاری)

''شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے (طاق راتوں میں)۔''

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا۔ یہ وہ شب ہے جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی' یہ وہ شب ہے جب اس سینہ میں جو خزینہ نبوت تھا کلام الٰہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے اور رحمت ہائے آسمانی نے زمین میں نزول کیا۔ (ارکان اسلام: ص ۲۲۹)

شب قدر کی خاص دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عرض کرو:

[اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.]

''اے میرے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے پس تو میری خطائیں معاف فرما دے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ)

روزہ میں اسلام کا اصلاحی کردار:

اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض وعبادات اور مناسک میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے اس طرح اس نے روزہ کے مفہوم' آداب واحکام اور اس کی شکل اور طریقہ کار میں اپنا یہ اصلاحی انقلابی کردار ادا کیا ہے اور اس بات نے روزہ کو بہت آسان وخوش گوار فطرت سلیم سے بہت قریب' متعدد روحانی واجتماعی فوائد کا حامل اور معاشرہ پر پوری طرح اثر انداز کر دیا ہے۔

شریعت اسلامی نے نہ روزہ نفس کو ایذا پہنچانے اور تکلیف میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور نہ اس کو اللہ تعالیٰ کا عذاب قرار دیا ہے۔ قرآن وحدیث میں ایک لفظ بھی ہم کو ایسا نہیں ملتا جس سے اس کا اشارہ نکلتا ہو۔ اس نے اس کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

صائم (روزہ رکھنے والا) مجسم نیکی ہے' وہ کسی کی غیبت نہیں کرتا' کسی کو برا نہیں کہتا' کسی کو گالی گلوچ نہیں کرتا۔ جھوٹی بات نہیں کہتا' لایعنی اور فضول باتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ اپنا وقت ذکر الٰہی میں گزارتا ہے یا خاموش رہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو حرز جان بنائے رکھتا ہے کہ

''تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہو تو بدگوئی کرے نہ شوروغل کرے۔ اگر کوئی اسے برا کہے یا اس سے آمادہ شمشیر زنی ہو تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔'' (صحیح بخاری)

اسلام نے روزہ کو ہر قسم کی طبقہ داری' قید اور بندش سے آزاد ہو کر بالکل عام کر دیا اور اعلان کر دیا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرہ)

''تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔''

اسلام نے معذوروں اور بیماروں کو سہولت بہم پہنچائی ہے قدیم مذاہب میں لوگ اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

''ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔''

دوسری جگہ آتا ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ (البقرہ: ۱۸٤)

''اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔''

جو شخص ایک کی بجائے دو تین مساکین کو کھانا کھلا دے تو اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ (احسن البیان: ص ۷۳)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

روزہ داروں میں بوڑھے' کمزور' معذور' بیمار ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے' اسلام سے پہلے مذاہب میں ہم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئی استثناء نہیں پاتے۔ اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنیٰ کر دیا۔ فرمان الٰہی ہے:

''جو بیمار ہو یا مسافر ہو وہ ایام رمضان کے علاوہ اور دنوں میں قضا روزے رکھ لے اور جو مشکل روزے نہ رکھ سکتے ہوں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک دن کا کھانا ایک مسکین کو دے دیں۔'' (البقرہ)

حالت سفر میں آنحضرت ﷺ روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کیا' حسب اختلاف حالات لیکن اگر کوئی شخص باوجود ضعف وعدم تحمل شدائد صوم سفر میں روزے رکھے تو اسلام میں یہ ثواب کا کام شمار نہیں ہوگا۔

صحیح بخاری میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے' تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمی کو سایہ کئے ہوئے لوگ کھڑے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں اس طرح روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔'' (ارکان اسلام' ص ۲۴۶)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بہت سے مذاہب میں اس قدر غلو اور تشدد تھا کہ ۴۰/۴۰ روز تک غذا کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ بعض مذاہب میں اس قدر آزادی اور توسیع سے کام لیا گیا کہ صرف گوشت کھانا ممنوع قرار دیا گیا اور باقی ہر چیز جائز کر دی گئی۔ لیکن اسلام کا حکیمانہ قانون اس تشدد وغلو اور ضرورت سے زائد توسیع وآزادی دونوں کے خلاف ہے۔ اسلامی روزہ ایک معتدل اور عادلانہ روزہ جس میں نہ جسم کو ایذا پہنچانے اور اپنے آپ کو زندہ درگور کر دینے کی اجازت ہے اور نہ لگام کو ہاتھ سے چھوڑ دینے اور خیالی جنت میں رہنے کی۔'' (ارکان اربعہ' ص ۳۰۱)

صدقۂ فطر:

صدقۂ فطر کی مقدار کا بیان:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کے لیے کھجوروں کا یا ''جو'' کا ایک صاع مسلمانوں میں سے ہر غلام' آزاد مرد اور عورت اور بچے اور بڑے سب پر فرض فرمایا اور لوگوں کو نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری' حدیث نمبر ۱۶۱۷' ص ۴۳۵)

نماز عید سے پہلے صدقہ فطر دے دینا چاہیے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عید الفطر کے دن ایک صاع کھانا (محتاجوں) کو دیا کرتے تھے اور ہمارا کھانا جو' خشک انگور' پنیر اور کھجور تھا۔ (بخاری' حدیث نمبر ۱۷۱۷' ص ۴۳۵)

صدقۂ فطر آزاد اور غلام دونوں پر واجب ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع ''جو'' ہر مسلمان مرد' عورت' آزاد اور غلام سب پر فرض کر دیا ہے۔ (بخاری' حدیث نمبر ۱۸۱۷' ص ۴۳۶)

فطرانہ کی فرضیت:

ڈاکٹر علامہ علی محمد صلابی لکھتے ہیں:

''رمضان المبارک ۲ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے (صدقہ) فطرانہ فرض فرمایا' یہ مسلمانوں میں سے ہر آزاد' غلام' مرد' عورت چھوٹے اور بڑے پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صدقۂ

باقی صفحہ 16 پر

شریعت کے احکامات پر ناگواری ظاہر کرنا

جناب قاری محمد اقبال

محترم قارئین! اسلام کا مطلب ہے ''استسلام'' یعنی اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور اس کے احکام وفرامین کو دل وجان سے قبول کرنا اور ان پر طیب خاطر کے ساتھ عمل کرنا۔ عصر حاضر میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت کے کچھ احکام ایسے ہیں جو موجودہ ترقی یافتہ اور تیز رفتار زمانے کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ ایسا اعتقاد و یقین رکھنا یا ایسے کسی شک میں مبتلا ہو جانا انسان کے دین وایمان کے لیے تباہ کن ہے۔

اس شخص سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے آئی ہوئی کسی چیز کو ناپسند کرے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے سے جاہل ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے مقام وشان کا پتہ ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی عظیم الشان نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے استکبار کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اللہ کے نازل کردہ احکام پر ناپسندیدگی اور عدم اطمینان کا اظہار کرنے والے لوگ بالعموم دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنی اقوام کے سربراہان ہوتے ہیں یا جن کی بات بہت سے لوگ غور سے سنتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کے حلال کو حرام اور اللہ کے حرام کردہ امور کو حلال کر لیتے ہیں۔ چاہے وہ زبان سے اس کا اقرار نہ ہی کریں مگر ان کا حال ان کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ زمانہ قدیم میں تو زیادہ تر کفار ومشرکین تھے جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝﴾ (محمد)

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے تباہی ہے' اللہ ان کے اعمال برباد کر دے گا۔ اس لیے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اسے انہوں نے ناگوار سمجھا تو اللہ نے بھی ان کے عمل ضائع کر دیے۔''

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو مسلمان ہیں اور ان کے پاس کسی ملک یا قوم کا اقتدار واختیار ہے۔ وہ بظاہر تو قرآن مجید سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن قرآن کے احکام پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی بیان کردہ حدود کو اپنے لوگوں پر نافذ کرو تو وہ کہتے ہیں: جی ہمیں آج کی تیز رفتار دنیا کے ساتھ مل کر چلنا ہے۔ اگر ہم اسلامی قوانین اور حدود نافذ کر دیں تو اقوام عالم ہمارے ساتھ تجارت نہیں کریں گی۔ اس طرح تو ہم دنیا سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ایسے حکمران اگرچہ قرآن وسنت سے محبت اور عقیدت کا اظہار کریں لیکن ان کے بیان کردہ احکام کو اپنے لوگوں پر نافذ نہ کریں تو وہ انہی میں شامل ہیں جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کو ناپسند کرتے ہیں۔

تیسری قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو رہتے تو مسلمانوں کے درمیان ہیں مگر وہ دل سے ایمان نہیں لائے۔ یہ لوگ نفاق سے کام لیتے ہوئے احکام شریعت کے خلاف بغض ونفرت کا اظہار اس وقت کرتے ہیں جب مسلمان کمزوری کی حالت میں ہوں اور انہیں سزا ملنے کا خوف نہ ہو۔ وہ اپنی زبانوں کو لوگوں کے درمیان تو بند رکھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جب اپنی خاص محفلوں میں ہوتے ہیں تو اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر وہ احکام شریعت کا مذاق اڑاتے اور ان کے بارے میں جملے بازی کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات سے علمائے کرام نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جو شخص شریعت کے کسی حکم کو ناپسند کرے چاہے وہ اس پر عمل بھی کر رہا ہو، وہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے اس بارے میں تفصیلی فتویٰ جاری کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو شخص شریعت میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت کو ناپسند کرے اور یہ سمجھے کہ صرف ایک شادی پر اکتفا کرنا ہی افضل اور بہتر طریقہ ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ حکم کا منکر ہے اور اس سے کراہت کا اظہار کرتا ہے۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ شریعت نے چار تک شادیوں کی اجازت دے کر خواتین کی حق تلفی کی ہے' یا یہ کہ تعدد زوجات کا یہ حکم ناقص اور نامناسب ہے' یا یہ سمجھے کہ کفار کے ممالک میں جہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا جرم قرار دیا گیا ہے وہ بہتر اور افضل قانون ہے' ایسی تمام چیزیں انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتی ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمارا معاشرہ نماز روزہ کے بغیر ہی ٹھیک ہے۔ یا یہ کہے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے سوا بھی کسی قانون کے تحت فیصلے کروانا جائز اور درست ہے تو ایسا شخص قرآن کریم کی آیات کا انکار کرتا ہے اس لیے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرے وہ بھی کافر ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

رسول کریم ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ دراصل اللہ ہی کا نازل کردہ ہے۔ اس لیے سنت یا حدیث میں سے کسی چیز پر ناگواری کا اظہار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا بھی اللہ کے احکام کا مذاق اڑانا ہی ہے۔ عصر رسالت کے منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح وضاحت فرمائی:۔

﴿وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝﴾ (التوبۃ)

''یہ لوگ اگر نماز کے لیے آتے ہیں تو ڈھیلے ڈھالے اور اگر کچھ خرچ کرتے ہیں تو ناگواری کے ساتھ ہی خرچ کرتے ہیں۔''

ایسے لوگ نماز اور انفاق فی سبیل اللہ کو ناپسند کرتے ہیں لیکن وہ نماز پڑھتے ہیں اور بادل نخواستہ خرچ بھی کرتے ہیں صرف اس لیے کہ لوگوں کی نظروں میں ان کی پوزیشن ٹھیک رہے۔

عصر قدیم کے بعض متعصبین کا طرز عمل:

یہ مرض کافی پرانا ہے کہ لوگ اپنے اپنے افکار وخیالات کی روشنی میں شریعت کے احکام میں تبدیلیاں چاہتے ہیں اور جو چیز ان کے منہج سے ٹکراتی ہے اسے وہ شریعت سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔ پرانے دور میں قدریہ عقیدے کے ایک علمبردار عمرو بن عبید کا جی چاہتا تھا کہ وہ قرآن کریم سے سورۃ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ﴾ خارج کردے کیونکہ یہ اس کے مذہب قدریہ سے ٹکراتی ہے۔ فرقہ جہمیہ کے بانی جہم بن صفوان کی دلی تمنا تھی کہ اس آیت کریمہ کو قرآن کریم سے ہمیشہ کے لیے محو کردیا جائے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝﴾ کیونکہ یہ اس کے عقیدہ سے ٹکراتی تھی۔ ابن ابی دواد معتزلی نے عباسی خلیفہ مامون الرشید کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ خانہ کعبہ کے غلاف پر یہ عبارت لکھوا دے: لیس کمثلہ شیء وھو العزیز الحکیم قرآن کریم کی آیت تو اس طرح ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ مگر اس کا مقصد یہ تھا کہ اصل آیت میں تحریف کرکے یہ کلمات لکھ دیے جائیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سمع وبصر کا انکار کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے "السمیع البصیر" کی جگہ "العزیز الحکیم" لکھنے کی تجویز دی۔

عصر حاضر کے بعض نام نہاد روشن خیال مفکرین کا طرز عمل:

آج کے بہت سے مغرب زدہ مفکرین کی گفتگو اور ان کے لیکچرز سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم میں سے اس قسم کی آیات کو نکال دینا چاہتے ہیں۔ مثلاً: وہ آیات جن میں کفار سے دوستی کرنے سے روکا گیا ہے' یا جن میں کفار ومشرکین کی تحقیر ہے' یا انہیں جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے' یا انہیں چوپایوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے' یا انہیں بدترین مخلوق کہا گیا ہے' یا یہ کہ وہ نہ عقل رکھتے ہیں اور نہ فہم۔ وہ ایسی آیات کو بھی نکال دینا چاہتے ہیں جن میں یہود ونصاریٰ کو کافر بتلایا گیا ہے۔ کتنے ہی پڑھے لکھے حتی کہ بعض اوقات دعوت کا کام کرنے والے بھی اس الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں کہ غلاموں اور لونڈیوں کے جواز والی آیات کو ایک طرف کردیا جائے۔ حالانکہ یہ دین قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہے اور اگر آج لونڈیاں غلام نہیں ہیں تو آئندہ کسی زمانے میں ان کا وجود عمل میں آ بھی سکتا ہے۔ کچھ حقوق نسواں کے نام نہاد علمبرداروں کو آیات مواریث اچھی نہیں لگتیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ لڑکی کو وراثت سے لڑکے کے برابر مال دینے کا حکم کسی طریقے سے ختم ہو جائے۔ کتنی ہی خواتین جو مسلمان کہلاتی ہیں ان کی یہ خواہش ہے کہ کاش! ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ والی آیت قرآن میں نہ ہوتی۔ اسی طرح تعدد زوجات والے حکم شریعت پر وہ ناگواری کا اظہار کرتی پائی جاتی ہیں۔ اور جن آیات میں پردہ کرنے اور بے شرمی وبے حیائی سے روکا گیا ہے ان سے بھی انہیں کوفت ہوتی ہے۔ بہت سے مغرب زدہ دانشور اور مفکرین ایسے بھی ہیں جو اسلام میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہونے کے حکم پر ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ حکم کہ دو خواتین کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے' اس حکم پر بھی وہ ناک بھوں چڑھاتے نظر آتے ہیں۔

میڈیا میں بیٹھے ہوئے لبرل اور سیکولر دانشوروں کا طرز عمل:

اسلامی ممالک کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کتنی ہی ایسی کالی بھیڑیں داخل ہو چکی ہیں جو پہلے پہل تو دبے لفظوں میں اپنے ملحدانہ خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے' مگر اب وہ کھلم کھلا ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر شرعی حدود کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ مرتد کی سزا' زانی کو رجم کرنے کی حد' قاتل کو قصاص میں قتل کرنے کی حد' کنوارے زانی کو سو کوڑے لگانے کی حد' چور کا ہاتھ کاٹنے کی حد' قذف کے مرتکب کو 80 کوڑوں کی حد اور دیگر اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دے کر مسلمانوں کو ان سزاؤں پر طعنے دیتے ہیں۔

یہ دین قیامت تک باقی رہنے کے لیے آیا ہے:

محترم قارئین! کتنے ہی نمازی اور روزے دار ایسے ہیں جو اس غلطی کو معمولی سمجھ کر کرگزرتے ہیں۔ انہیں اس امر کی شدت اور قباحت کا اندازہ نہیں کہ شریعت کے کسی بھی حکم پر اعتراض کرنا یا اس کو مذاق کرنا یا اس پر ناگواری کا اظہار کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ ایسی کوئی بھی حرکت زندگی بھر کے نیک اعمال کو غارت کرسکتی ہے۔ انہیں شاید علم نہیں کہ اللہ کا یہ دین اس دنیا کے آخری انسان تک پہنچنے کے لیے آیا ہے۔ اس میں کوئی تغیر وتبدل کرنا یا اس کو ختم کرنا کسی فرد بشر کے بس میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ کوئی کافر اس کو مٹا نہیں سکتا۔ کوئی منافق اس میں تحریف نہیں کرسکتا۔ کوئی ملحد وزندیق اس میں تبدیلی نہیں کرسکتا۔ کوئی حیلہ ساز اس میں تاویل کرکے اس کا مفہوم بدل نہیں سکتا۔ اگر دنیا بھر کے کفار ومشرکین اپنے تمام تر مہلک اسلحہ کو استعمال میں لے آئیں اور اس دھرتی کو جلا کر خاکستر کردیں۔ اگر وہ دنیا بھر کے مصاحف کو نابود کر دیں' تب بھی اللہ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کی شریعت باقی رہے گی اور اس شریعت کے علمائے ربانی اللہ کی مدد کے ساتھ غالب رہیں گے۔ یہ ایک ایسی شریعت ہے جو پوری زمین پر پھیل کر رہے گی۔ حتی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ وہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ لڑائی کریں گے۔ وہ دجال کے خلاف جنگ کریں گے اور اس کا ساتھ دینے والے یہودیوں سے بھی لڑیں گے۔ وہ نصاریٰ کی صلیبوں کو توڑ دیں گے اور دنیا بھر کے خنزیروں کو قتل کردیں گے۔ وہ سوائے اسلام کے کوئی دین قبول نہیں کریں گے۔ اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرے گا تو وہ اسے قتل کردیں گے۔ جس دین کی یہ شان ہو اور جس کا یہ مستقبل ہو کیا اس کو کسی شخص کی ناگواری نقصان دے سکتی ہے؟!

اس موضوع پر علامہ ابن القیم کا شاندار تجزیہ:

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے ایک خوبصورت اور نفیس تحریر میں ان لوگوں کی مختلف امراض کی ٹھیک ٹھیک تشخیص کی ہے جو اللہ کے احکام پر ناگواری اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

> جب ایسے لوگوں کو قرآن وسنت کی نصوص بوجھل محسوس ہوئیں تو انہوں نے اس پر ناگواری کا اظہار کرنا شروع کردیا۔ جب وہ احکام شریعت پر عمل کرنے سے عاجز ہونے لگے تو انہوں نے سوچا کہ ان احکام ہی کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکنا چاہیے؛ چنانچہ انہوں نے ان احکام کو اتار پھینکا۔ اور جب وہ سنت کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے تو انہوں نے سنت کو نظر انداز کردیا۔ جب کتاب وسنت کے نصوص ان پر غالب آتے

نظر آئے تو انہوں نے ایسے قوانین وضع کیے جن کے ذریعے ان نصوص کو رد کر دیا اور انہیں اپنے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وفریب کا پردہ چاک کر دیا۔ ان کی خفیہ چالیں ظاہر کر دیں اور ان کی مثالیں بیان کر کے اپنے خالص بندوں کو سمجھایا۔ انہیں بتلایا کہ جب بھی کوئی گروہ ان سے الگ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مثالیں بیان کر کے اور ان کی علامات بتا کر اپنے بندوں کو متنبہ کر دیا تاکہ وہ اس قسم کے لوگوں سے ہوشیار رہیں۔ ان کی صورت حال اللہ تعالیٰ نے واضح کر دی اور فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝﴾ (محمد)

''اس لیے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اسے انہوں نے ناگوار سمجھا تو اللہ نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیے۔''

یہ اس شخص کا حال ہے جس کو احکام شریعت بوجھل لگے تو اس نے دیکھا کہ یہ احکام اس کی خواہشات اور بدعات کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ یہ نصوص اس کے سامنے ایک مضبوط دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تو اس نے باطل کلام کے عوض ان احکام شریعت کو فروخت کر ڈالا۔ ان قیمتی جواہر کو اس نے ادھر ادھر کی باتوں میں ضائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی ان کے چھپے رازوں کو ظاہر کر دیا اور یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝﴾ (محمد)

''یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری ہی بات مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خفیہ مشوروں کو خوب جانتا ہے۔ تو اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی جانیں قبض کریں گے۔ یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے پیچھے لگ گئے جو اللہ کو ناراض کرنے والی تھی تو اللہ نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیے۔''

انہوں نے منافقانہ سازشوں کو دلوں میں چھپایا تو اللہ نے ان کے کرتوت ان کے چہروں اور زبانوں پر ظاہر کر دیے۔ ان پر ایسے واضح نشانات ثبت کر دیے کہ وہ اہل ایمان وبصیرت پر چھپے نہ رہ سکے۔ ان کا خیال تو یہ تھا کہ جب وہ اپنا کفر ونفاق چھپا کر ایمان ظاہر کریں گے تو وہ تحقیق وتفتیش کرنے والوں سے بچ جائیں گے لیکن ایسا ہو نہ سکا؛ کیونکہ سب کچھ جاننے اور دیکھنے والی ذات نے ان کے اندرونی حالات اہل ایمان پر ظاہر کر دیے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝﴾ (محمد)

''جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے' کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کینے ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر ہم چاہیں تو ایسے لوگ آپ کو دکھا دیں۔ آپ انہیں ان کے چہروں ہی سے پہچان لیں گے۔ تاہم آپ انہیں ان کے انداز کلام ہی سے پہچان لیں گے اور اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔''

انہوں نے اپنے منافقانہ ارادوں کو دل میں چھپایا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقت ان کے چہروں پر اور ان کی زبانوں پر لغزشیں پیدا کر کے ظاہر کر دی۔ اللہ نے ان کو ایسے نشانات لگا دیے کہ وہ اہل بصیرت وایمان پر مخفی نہیں رہ سکتے۔ ان کا گمان تو یہ تھا کہ اگر وہ اپنا کفر چھپا کر رکھیں گے اور ایمان ظاہر کریں گے تو وہ تحقیق وتفتیش کرنے والوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر اللہ مفتش نے تمہارا حال ظاہر کر دیا جو ہر چیز کو اچھی طرح دیکھنے والا ہے۔ (مدارج السالکین)

بقیہ روزہ.....ارکان اسلام

فطر روزہ دار کو کوتاہیوں سے پاک کرنے اور غریبوں اور مسکینوں کے لیے رزق کی فراہمی کی غرض سے فرض قرار دیا ہے جس شخص نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا وہ صدقہ فرض اور جس نے بعد میں ادا کیا وہ عام نفلی صدقہ کہلائے گا۔ (سنن ابی داود' حدیث نمبر ۱۶۰۹۔ سنن ابن ماجہ: ص ۱۸۲۷)

فطرانہ کے فوائد:

اس حدیث میں صدقۂ فطر کی فرضیت کی حکمت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ کوتاہیوں سے پاکیزگی:

پہلی بات کا تعلق رمضان سے ہے۔ انسان فطرتاً غلطی کوتاہی اور بے فائدہ یا نقصان دہ گفتگو وغیرہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ یہ وہ برائیاں ہیں جن سے عام طور پر کوئی بھی انسان بچ نہیں سکتا۔ تو رمضان کے اختتام پر روزے دار کو ان آلائشوں سے پاک کرنے کے لیے اس پر فطرانہ فرض کر دیا گیا۔

۲۔ مساکین کے لیے فراہمی رزق:

دوسری بات کا تعلق رمضان کے بعد آنے والی عید ''عیدالفطر'' کے ساتھ ہے۔ اس دن محتاجوں کے لیے رزق کی فراہمی ہے اس دن کی خوشیاں تمام امت تک پہنچ جاتی ہیں اور سارا مسلم معاشرہ خوش اور مسرور نظر آتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس مبارک دن میں کسی محتاج کو سوال اور کسی سے عطیہ مانگنے کی عار سے بچنے کے لیے ہر ایک مسلمان پر صدقہ فطر واجب کر دیا اور یہ فقراء ومساکین کے علاوہ کسی کا حق نہیں ہے' یہ مساکین کے لیے بطور خوراک ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صدقۂ فطر کی مقدار زیادہ مقرر نہیں فرمائی مبادا لوگ ادا کرنے سے قاصر رہ جائیں بلکہ مقدار اتنی کم رکھی کہ ہر فرد سہولت سے ادا کر سکے اور یہ صدقہ فطر علاقے کی عام استعمال ہونے والی خوراک سے دینا مشروع ہے۔

بظاہر معمولی نظر آنے والی اس خوراک سے کم از کم عید کا دن تو بے فکری سے گزار سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ دین کتنا عظیم ہے۔

(سیرت النبی ﷺ از علامہ علی محمد صلابی' جلد ۲' ص ۳۰۶' ۳۰۷)

خوفِ خدا میں بہنے والے آنسو.....!

جناب مولانا امیر افضل اعوان

دنیا کی چند روزہ زندگی میں الجھ کر ہم اس فانی دنیا کی حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیاروں کو منوں مٹی تلے دفن کرتے ہیں مگر سوچتے ہیں کہ ابھی ہم نے نہیں جانا، حالانکہ یہ پتا بھی نہیں چلتا کہ کب اس دار فانی سے کوچ کا وقت آن پہنچتا ہے اور ہمارے دل و جان سے عزیز تر وہی پیارے کہ جن کے لئے ہم دنیا و آخرت کو فراموش کئے بیٹھے ہیں ہمیں سفر آخرت کے لئے تیار کرتے ہیں اور سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔ بس دنیا کی یہی حقیقت ہے کہ جس کی رنگینیوں میں الجھ کر ہم آخرت کو مکمل فراموش کئے بیٹھے ہیں، وہ ابدی دنیا کہ جہاں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جہاں موت کو بھی موت آجائے گی اس عالم کی کوئی تیاری ہی نہیں اور وہ جنہیں اس حقیقت کا علم ہے انہیں یہ دنیا ایک آنکھ نہیں بھاتی، وہ صبح و شام کی تخصیص سے ہٹ کر یاد الٰہی میں اشک بار رہتے ہیں۔

قرآن کریم میں اس حوالہ سے ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''پس انہیں چاہیے کہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں۔'' (التوبہ)

یعنی دنیا میں خوش ہونا اور ہنسنا چاہے کتنی ہی دراز مدت کے لئے ہو مگر وہ آخرت کے رونے کے مقابل تھوڑا ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائم اور باقی ہے۔ دنیا اور آخرت کی حقیقت بارے ایک حدیث مبارکہ میں منقول ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں، تو تمہیں ہنسی کم آتی اور زیادہ رونا آتا۔'' (بخاری)

یعنی دنیا کی حقیقت کچھ نہیں اور اگر یہ انسان پر عیاں ہو جائے تو وہ ہنسنا بھول جائے اور اسے بہت زیادہ رونا آئے۔

رسول کریم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں بس تبسم فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ کبھی بھی قہقہ لگا کر نہیں ہنسے اس کے علاوہ آپ یاد الٰہی میں نم دیدہ رہا کرتے اور اکثر آپ ﷺ اپنے اصحاب کو بھی دنیا و آخرت کی حقیقت سے روشناس کرواتے اور فکر آخرت کی تلقین کیا کرتے۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں مرقوم ہے:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے یہاں تک کہ مٹی گیلی ہوگئی آپ ﷺ کے آنسوؤں سے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بھائیو! اس کے لئے تیاری کرو۔'' (سنن ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے قوم ثمود کے مقام سے گزرتے ہوئے خوف خدا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رونے کی تلقین کی۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں مذکور ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجر والوں کے مقام سے گزرے تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ''اس مقام سے تم کو روتے ہوئے گزرنا چاہیے، اگر رونا نہ آئے تو مت جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر نازل ہوا تھا تم پر بھی نازل ہو جائے۔'' (بخاری)

اس کے علاوہ بھی رسول کریم ﷺ نے آخرت کی یاد میں رونے کی ہدایت دی۔ ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا جا رہا ہے:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اسلام میں یاد الٰہی اور خوف خدا میں رونے کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے، یہاں تک کہ اللہ پاک کی یاد میں اشکباری کو رب العزت کی رحمت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رو اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ آخرت کی یاد کر کے۔'' (سنن ابن ماجہ)

یعنی اگر یاد آخرت میں رونا نہ بھی آئے تو کم از کم رونے والی صورت ہی بنالی جائے۔

اسلام میں یاد الٰہی اور خوف خدا میں رونے کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے، یہاں تک کہ اللہ پاک کی یاد میں اشکباری کو رب العزت کی رحمت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ اس باب میں ایک حدیث پاک میں ذکر ملتا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ ڈالتا ہے ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (بخاری)

اس کے علاوہ یہ بھی بیان ملتا ہے کہ خوف خدا میں اشک بہانے پر دوزخ کی آگ سے نجات کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ایک حدیث پاک میں منقول ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان بندے کی آنکھ سے اللہ کے ڈر سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر وہ بہیں اس کے منہ پر تو اللہ تعالیٰ اس (کے جسم) کو حرام کر دے گا دوزخ پر۔'' (سنن ابن ماجہ)

توجہ فرمایئے کہ اللہ پاک کی یاد اور اس کے خوف میں آنسو بہانا کس قدر اجراء و ثواب کا باعث ہے کہ اگر اللہ پاک کو یاد کرتے آنکھ سے آنسو نکل پڑیں تو رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور اگر یہی آنسو اللہ رب العزت کے خوف سے رواں ہوں تو آتش جہنم سے نجات کا سبب بن جائیں گے۔

تاریخ کا مطالعہ کریں تو بخوبی علم ہوتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے آپ ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے جہاں اللہ پاک کو گریہ زاری کی حد تک یاد کیا اور وہیں خوف خدا میں ان کے اشک رواں دواں رہے، یہی کیفیت اللہ پاک کے برگزیدہ بندوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت دیگر اولیاء کرام کی بھی رہی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم المرتبت ہستی جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی

باقی صفحہ 9 پر

کوئی تو ایسا ہو

کلام: جناب محمد سعید وساویوالہ

کوئی تو ہو جو گلستاں میں ہو ترنم ریز
کوئی تو ہو جو خزاؤں کو بھی بہار کرے
کوئی تو ہو جو وفاؤں کا پاسدار بنے
کوئی تو ہو جو محبت کو یادگار کرے
کوئی تو ہو جو ''گزشتہ'' کو ''حال'' سے جوڑے
کوئی تو ہو رشتہ دوراں کو استوار کرے
کوئی تو ہو کہ جو ماضی کے گیت گاتا ہو
کوئی تو ہو جو کہ ''موجود'' ناگوار کرے
کوئی تو ہو جو غموں میں بھی مسکراتا رہے
کوئی تو ہو جو تبسم کو اشک بار کرے
کوئی تو آبلہ پائی ہمیں سکھائے آج
کوئی تو ہو جو گریباں کو تار تار کرے
کوئی تو ایسا ہو جس پر صبا بھی رشک کرے
گل اس کے چہرۂ خنداں کا انتظار کرے
چلے تو دیتا چلے سب کو حکم تیز روی
بڑھے تو ننگے پاؤں دشت اختیار کرے
جیے تو ایک زمانہ ہو اس کے آگے خموش
مرے تو گردش دوراں کو سوگوار کرے
انہی صفات کے حامل اسحاق بھٹیؒ تھے
رب ان کی قبر کو جنت کا مرغزار کرے

حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی ذات بابرکات کے بارے میں کچھ عرصہ سے دھڑکا سا لگا رہتا تھا۔ وہ برصغیر کے عظیم رجال کے بارے میں لکھتے وقت کبھی کبھی اپنے بارے میں بھی ایک آدھ جملہ تحریر کر جاتے تھے جسے پڑھ کر احساس جدائی کی شدت بڑھ جاتی تھی۔ بقول علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہل محفل
چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

راقم ایک دفعہ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ (راجووال) کی خدمت میں حاضر تھا' باتوں باتوں میں انہوں نے فرمایا: ''چند لوگ باقی ہیں جو صورت شمع روشن ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کون کون سے؟'' تو فرمانے لگے: ''مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ' شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ' مولانا محمد یحییٰ میر محمدی رحمہ اللہ' مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ اور.....اور'' ان کی آواز رندھ گئی۔

میں نے پوچھا: ''جی' اور کون؟'' فرمایا: ''چوہدری اسحاق'' پوچھا: ''چوہدری اسحاق کون؟'' گویا ہوئے: ''اسحاق بھٹی۔ ایک وقت تھا میں انہیں چوہدری اسحاق کہا کرتا تھا۔'' پھر تفصیلاً بتایا کہ اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ کبھی بڑی رعب دار مونچھیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے میں انہیں ''چوہدری'' کے نام سے پکارتا تھا۔

پھر شدت احساس سے مولانا کی آواز گلے میں اٹک گئی اور آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ آج وہ نمی میرے دیدوں میں بھر گئی ہے اور دل کی حدت تیز ہوگئی ہے۔

ایک سب آگ' ایک سب پانی
دیدہ ودل عذاب ہیں دونوں

برصغیر کی نامور شخصیات کی تذکرہ نویسی میں اتھارٹی سمجھا جانے والا قلم کار خود اپنے تذکرے کا چیلنج کر کے قبر میں جا سویا ہے۔ کوئی ہے جو اردو ادب میں ان کے اسلوب کا وارث بن کر ان کے حالات زندگی پر قلم کی گل کاریاں کر سکے؟ کوئی ہے جو اردو ادب میں ان کے نثر پاروں کی مثال لا سکے؟ کوئی ہے جو تاریخی بصیرت کو ادب کی چیز بنا سکے؟ کوئی ہے جو قلم کی نوک سے ماضی کی راکھ کریدے اور بجھتی ہوئی چنگاریوں کی تلاش کرے؟ کوئی ہے جس کی تحریر مدھم ہوتی ہوئی دلوں کی دھڑکنوں کو حرارت دے اور دماغوں کو علو بخشے؟

کوئی ہے جو جنازہ پڑھنے اور تدفین کے بعد بھی حق دوستی نبھائے؟ وہ بڑے بڑے قرض چکا گیا.....اب اس کا قرض کون چکائے گا۔ کوئی تو ہونا چاہیے.....آخر کوئی تو ہو.....

یادِ رفتگان

سید حضرت مولانا محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ

عہد ساز شخصیت

جناب پروفیسر مولا بخش محمدی

سر پہ سندھی ٹوپی سجائے، سفید شلوار وقمیص میں ملبوس، خوبصورت سفید گھنی داڑھی، آنکھوں میں مروت، لہجہ میں دھیما پن، زبان صاف وشستہ، جیسے کوثر میں دھلی ہو، میانہ قد، سرخ وسفید رنگت، خوبصورت جھیل سی آنکھیں، نشست وبرخواست میں مسکنت، خندہ جبین، یہ تھے محدث العصر علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی۔ برصغیر پاک وہند میں متعدد علمی گھرانے ایسے باوقار ہیں جنہوں نے کتاب وسنت کی ترقی وترویج، نشرواشاعت، تعلیم وتعلم میں نسل درنسل کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، جس طرح غزنوی، روپڑی، لکھوی اور سلفی خاندانوں نے ہمیشہ دینی، مذہبی، سیاسی اور سماجی اقدار کے فروغ میں مثالی مقام حاصل کیا، اسی طرح وادی مہران باب الاسلام سندھ میں راشدی خاندان ایک انتہائی معزز ومحترم علمی، ادبی، سیاسی، سماجی، روحانی اور تاریخی خاندان شمار ہوتا ہے۔ جس میں فضیلۃ الشیخ علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی صاحب العلم السادس (12 اکتوبر 1921ء-1995ء) بن سید احسان اللہ شاہ راشدی (متوفی 13 اکتوبر 1938ء) بن سید رشد اللہ شاہ راشدی (متوفی 1340ھ) اپنے وقت کے ماہرین علوم اسلامیہ شمار ہوتے ہیں۔ علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی بھی اپنے وقت کے بلند پایہ عالم باعمل اور باغ وبہار شخصیت کے مالک تھے جنہیں شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ (متوفی 1948) نے فن حدیث واصول حدیث کا امام قرار دیا تھا۔

جنہوں نے باب الاسلام سندھ میں پہلا اسلامی دارالعلوم بنام دارالرشاد 1901ء میں پیر جھنڈو میں قائم کیا، جہاں سے علم وفن کے ہزاروں ماہرین پیدا ہوکر پورے سندھ میں مدارس اسلامیہ کا جال پھیلانے کی سعادت حاصل کی۔ بہرحال علامہ سید محب اللہ شاہ راشدیؒ اپنی طغیانیوں سے کام رکھنے والے دریا دل محدث العصر تھے۔ سید راشدیؒ جیسا مردِ طرحدار کی رحلت کو اتنے سال بیت چکے مگر ان کی یاد کی گرد بیٹھنے نہیں پائی۔ مجھے ان کی تدفین میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، انسانوں کا ایک سمندر تا حد نگاہ تک پھیلا ہوا تھا۔ قابل ذکر بات یہ تھی کہ اس میں ہر سیاسی، سماجی اور مذہبی مکتب فکر کے لوگ موجود تھے، لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بتا رہے تھے کہ جانے والا کتنا عزیز تر انسان تھا!!

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مرگئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا۔

وہ جب تک زندہ رہے جواں ہمت رہے، آخری دن تک ان کے جواں سال اسلوب حیات کا بانکپن قائم ودائم رہا۔ محسوس ہوتا تھا کہ چمن علم وعمل انہی کے نغموں سے معمور ومزین ہے۔ نہ معلوم کیوں مجھے آج تک وہ بڑی شدت سے یاد آتے رہتے ہیں۔

دل کی جن سے تھیں بستیاں آباد
اب کہاں ہیں وہ ہستیاں آباد

وہ مجتہدانہ طبع کے بڑے باحوصلہ، سندھ کے مایہ ناز سپوت تھے، بیماریٔ دل کو بھی انہوں نے کبھی اپنے اوپر حاوی ہونے نہ دیا۔ میرے مدت مدید سے ان سے عقیدت مندانہ تعلقات رہے، میں نے محسوس کیا کہ وہ ہر وقت فرقہ واریت، عدم رواداری، تشدد پسندانہ ذہنیت کی ہولناک آگ پر قابو پانے اور قرآن وسنت کی دل وجان سے خدمت کرنا چاہتے تھے اور اس قوم کو تفرقہ، تشدد، جذباتیت، سطحیت کے عفریت سے نجات دلانے کے خواہاں تھے۔ وہ ملت مسلمہ میں بڑے مختلف اور منفرد مزاج کے مالک تھے۔ وہ گھنٹوں بھر لمبی چوڑی دھواں دار تقریر کے بجائے کم بولتے لیکن درد دل سے اندر کی بات اس طرح کہتے کہ "از دل خیزد بر دل ریزد" کی مصداق ہوتی۔

بعض اوقات آپ اشاروں کنایوں کی زباں میں بہت ساری داستان درد بیاں کردیتے تھے ع

خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

ان کی اعتدال پسندی، صلح جوئی سے اختلاف رکھنے والے بھی ہوسکتے ہیں لیکن بلاشبہ وہ بڑے ہمہ جہت تصور کے مالک تھے، ان کی طبیعت میں بلا کا سوز وگداز تھا، دوسرے الفاظ میں وہ موجودہ ماحول میں جنس گراں مایہ تھے۔ آپ قرآن، علوم القرآن کے ماہر ہونے کے ساتھ علوم الحدیث، معقولات ومنقولات میں بلند مقام پر فائز تھے۔ اس کے ساتھ سادگی، سچائی، ہمدردی اور غم خواری، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے جسم وجاں میں رچ بس گئی تھیں۔ میں نے متعدد بار مشاہدہ کیا ان کی ہم نشینی سرد وخوابیدہ جذبات کو بھی گرما دیتی تھی۔ وہ ایک فرد نہ تھے بلکہ ایک انجمن، ایک مکتب فکر، ایک دبستان علم وادب تھے۔ ان کے نحیف ونازک جسم وجاں میں گل ولالہ سے سجائے ہوئے تھے، اتفاق سے ابھی چند ہی ماہ قبل پھر سے ان کے مدرسہ دارالرشاد اور مثالی کتب خانہ میں ان مقامات کو نمناک آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں جہاں موصوف مجھ کوتاہ قد کو عصر سے مغرب تک خصوصیت سے صحیح البخاری، سنن بیہقی، دیوان ابن الفارض، شرح عقائد نسفی اپنے مخصوص اور مثالی انداز میں پڑھاتے تھے، کیا میری قسمت اور کیا وہ خوبصورت ماضی کے مثالی لمحات۔ اس وقت بھی ان کی مترنم آواز میری سماعت میں رس گھول رہی ہے۔

خواب بن کر رہ گئی ہیں کیسی کیسی محفلیں
خیال بن کر رہ گئے ہیں کیسے کیسے آشنا

دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور بے پایاں نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔

مختصراً آپ جامع المعقولات ومنقولات تھے۔ متقی اور معتدل مزاج شخصیت کے مالک، ان کے مقاصد جلیل اور امیدیں قلیل تھیں۔ آپ موجودہ عہد ستم ہائے روزگار میں بھی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی خوبصورت خوشبو چھوڑ گئے ہیں۔ آپ اپنے عہد کے مرد درویش، اجلے ذہن، اجلی سوچ، اجلی یادیں اور اجلی گفتگو کے مالک تھے۔ آپ شرافت، ونجابت کی زندہ تصویر، صاف دل، صاف گو، صاف فکر وذہن، صاحب فکر وفراست شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے ضمیر وخمیر میں نہ منافقت، نہ مصلحت پسندی کی عادت کبھی بھٹکی، آپ صاف کھری باتیں کہنے اور سننے کے عادی تھے، وہ زیادہ سنتے اور غور وفکر کے بعد کم بات کرتے لیکن جو کرتے وہ کام کی بات کرتے، ان کا کٹر سے کٹر

مخالف بھی ان کے ردائے زہد وتقویٰ میں کبھی ایک دھبہ بھی تلاش نہ کرسکا۔ آپ شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی (متوفی 1996ء) کے برادر اکبر تھے، یہ خاندان علمی لحاظ سے بڑا باوقار اور تاریخ ساز ہے۔

حاصل عمر نثار رہ یار کردم
شادم از زندگی خویش کارے کردم

آپ ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے عداوت کے اصول پر کارفرما تھے، انکے شگفتہ مزاج اور پرنور چہرے کو دیکھ کر کتنے زمانے کے دکھی لوگ اپنا غم بھول جاتے تھے۔

کہاں کہاں دل صد چاک اشک خون روئے
دبے ہیں سینکڑوں افلاک ان زمینوں میں

وہ کسی غیر سے بھی نفرت روا نہ رکھتے، علم وفکر کی تلاش میں آئے ہوئے محبت کرنے والوں کو بڑی محبت، مروت اور چاہت سے سینے لگاتے تھے۔ آپ ساری حیاتی شہرت کی تمنا سے بے نیاز، صلے کے آرزو سے بے پروا رہے۔ آج بھی ان کا دارالعلوم مدرسہ دارالرشاد درگاہ شریف عظیم الشان کتب خانہ اور مسجد کی دائیں جانب ان کی آخری آرام گاہ سے ایک خوشبو فکر وذہن کو معطر کئے دیتی ہے۔

ہنوز آں ابر رحمت درخشاں است
خم وخم خانہ با مہر نشاں است

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزندوں (1) سید محمد یاسین شاہ راشدی، (2) سید محمد راشد شاہ راشدی اور سید محمد قاسم شاہ راشدی (دامت فیوضہم) جیسے اصحاب علم وفکر سے سرفراز کیا جو اپنے والد گرامی کا عکس نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے خاندان کو علم پرور، باذوق اور بااخلاق بنایا ہے۔ علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی نے 21 جنوری 1995 کو اس جہاں سے الوداع کیا۔ موت العالم موت العالم کے مصداق ایک عالم کی موت ایک عالَم کی موت ہوتی ہے۔ آپ ایسے علماء ربانی کے قافلے سے تھے جو نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جان پرسوز سے متصف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

.....

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل ..... خیرات میں جُبّہ ودستار نہیں ملتے

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ مولانا محمد نعیم بٹ بہاولنگر میں:

22 مئی اتوار کا دن تھا، گرمی زوروں پر تھی، اس دن درجہ حرارت تقریباً 50 ڈگری سینٹی گریڈ تھا، ہر طرف تیز جھلسا دینے والی لُو راج کر رہی تھی اور تپش عروج پر تھی۔ گویا کہ سورج آگ برسا رہا تھا۔ لوگ سر منہ لپیٹے دبکے بیٹھے تھے۔ اپنی اپنی مجبوریوں کے سبب بعض الناس کپڑے گیلے کیے اپنے آپ کو گرمی کی زد سے بچاتے ہوئے مصروف امور تھے۔ مگر حالات اور موسم کی پروا کیے بغیر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران، عہدیداران، کارکنان اور علماء کرام صدر العلوم اسلامک ایجوکیشنل سنٹر میں اذان ظہر سے پہلے جوق در جوق تشریف لا رہے تھے۔ تنظیمی اجلاس کا وقت نماز ظہر کے بعد تھا لہٰذا مرکزی وفد مولانا محمد نعیم بٹ اور حافظ محمد یونس آزاد نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ بھی اذان ظہر سے پہلے ہی تشریف لے آئے۔ چنانچہ احباب جماعت نے امیر ضلع محترم قاری عبدالحمید صدیقی اور ناظم ضلع پروفیسر عبدالرحمن شارق کی قیادت میں مرکزی وفد کا بڑی محبت اور گرم جوشی سے استقبال کیا اور سخت گرمی کے باوجود طویل سفر کر کے قبل از وقت پہنچنے پر ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ انتہائی شکریہ ادا کیا۔ ایک نظم سے منسلک میزبان اور مہمان سبھی خوش وخرم نظر آ رہے تھے اور چہروں پر مسرت کے آثار نمایاں تھے جیسے اس ملن کے سبب موسم کے اثرات ختم ہو کر رہ گئے تھے اور قلبی، روحانی، جماعتی، تنظیمی رشتہ نے فضاؤں کو خوشگوار اور معطر بنا دیا ہے۔ کچھ وقت ملکی حالات، علاقائی حالات، بیتے ہوئے جماعتی حالات اور شہدائے اہل حدیث کی جرأت وبے باکی اور خدمات پر گفتگو ہوئی۔ ساتھ ہی ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی طرف سے بہاولنگر میں منعقد ہونے والی بیداری ملت کانفرنس کی یادیں بھی تازہ ہوئیں کہ اتنے میں مؤذن نے اذان ظہر کہہ دی۔ تمام چھوٹے بڑے، اساتذہ وطلبہ، میزبان ومہمان مسجد کے وسیع ہال کی طرف بڑھنے لگے۔ حضرت قاری عبدالحمید صدیقی نے نماز ظہر کی امامت کا فریضہ ادا کیا۔ بقیہ نماز کے فوراً بعد اجلاس کا آغاز بھی شہدائے اہل حدیث کی زندگیوں میں بڑی بڑی کانفرنسوں میں خطبہ جمعہ کی اذان کہنے والی شخصیت حضرت صدیقی صاحب نے بڑے مسحور کن انداز وآواز میں تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض علاقہ کی اُبھرتی شخصیت پروفیسر عبدالرحمن شارق نے انجام دیے کہ جو پنجاب کابینہ میں نائب امیر بھی ہیں۔ تلاوت کے بعد حافظ محمد یونس آزاد نائب ناظم مرکزیہ کو گفتگو کی دعوت دی گئی جنہوں نے بڑے ہی مؤثر انداز میں کارکن کی ذمہ داری، جماعتی وابستگی کے تقاضے اور اخروی کامیابی پر سیر حاصل خطاب فرمایا اور اپنے مخصوص انداز میں سورۂ کوثر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ہمہ وقت میدان عمل میں رہنے کی تلقین فرمائی۔ مطالبہ کے باوجود گلے کی خرابی کے باعث انہوں نے پنجابی کی بجائے اردو زبان میں خطاب فرمایا جسے شرکاء اجلاس نے بہت پسند کیا اور استحکام نظم کے لیے ایک بہترین نسخہ قرار دیا۔

بعد میں مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ کو دعوت سخن دی گئی تو انہوں نے گویا کوزے میں دریا بند کر دیا۔ ((وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ)) کی تفصیل کرتے ہوئے جو نکات اٹھائے اور سمجھائے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمیں زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر قرآن وحدیث کی بھرپور خدمت میں سرتوڑ کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے مسلک کی حقیقت، تنظیم کی اہمیت، قیادت کی خدمت، علم کی فضیلت، اتفاق واتحاد اور باہمی محبت واخوت کی ضرورت پر کئی مثالیں پیش کیں۔ پرچہ اہل حدیث اور پیغام ٹی وی چینل کو وقت کی روح قرار دیا۔

مولانا محمد نعیم بٹ جامعہ کے طلبہ سے بھی مخاطب ہوئے اور انہیں بہترین پند ونصائح سے نوازا، اس کے علاوہ کتاب وسنت، تاریخ اسلام اور عقلی دلائل سے بھرپور محنت اور حصول علم کی ترغیب دی۔ پروگرام عصر تک جاری رہا جو کہ ہر لحاظ سے انتہائی کامیاب اور مؤثر ثابت ہوا۔ ناظم ضلع نے مرکزی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مرکز کے ساتھ مالی اور گندم کے تعاون سے اضافہ کا اعلان کیا۔ حضرت قاری عبدالحمید صدیقی نے بڑے رقت آمیز لہجہ میں دنیا وآخرت کی کامیابی، جماعتی ترقی واستحکام پاکستان اور نفاذ اسلام کے لیے دعا خیر فرمائی۔ یوں یہ تنظیمی اجلاس اختتام کو پہنچا۔

تمام احباب نے مہمانان گرامی کو شکریہ کے ساتھ دعاؤں کے جھرمٹ میں اگلی منزل کے لیے الوداع کیا۔ اس موقع پر امیر ضلع، ناظم ضلع، مولانا امانت اللہ انجم ناظم تبلیغ، عمر فاروق بھٹی ناظم نشر واشاعت، عبیداللہ گجر تحصیلی ناظم مالیات، محمد ادریس انصاری ضلعی صدر AYF، شیخ الحدیث مولانا طاہر تنویر اور دیگر ذمہ داران آخر تک موجود رہے۔

ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کے دوروزہ دورۂ سندھ کی روداد

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم دو روزہ دورے پر 14 مئی 2016 کی دوپہر 12 بجے کراچی ایئر پورٹ پہنچے۔ حافظ صاحب کے دورے سے متعلق پلاننگ مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ کے امیر مولانا یوسف قصوری کی زیر صدارت اجلاس میں طے ہو چکی تھیں، تاہم شیخ قصوری صاحب اپنی والدہ کے اچانک انتقال کے باعث قصور چلے گئے تھے۔ انکی عدم موجودگی میں مقامی نظم کو مسائل کا سامنا ہو سکتا تھا لیکن قصوری صاحب اس مشکل وقت میں بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے مقامی نظم سے ٹیلیفون پر رابطے میں رہے اور رہنمائی کرتے رہے۔

حافظ صاحب ایئر پورٹ سے سیدھے سرمایہ اہلحدیث، مبلغ بے مثال مولانا ابراہیم بھٹی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، عیادت کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ کے تحت شام کے مظلوم مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کے لئے منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کے لئے کراچی پریس کلب پہنچنا تھا۔ پاکستان کا میڈیا اور مذہبی وسیاسی جماعتیں بشار الاسد حکومت سفاکانہ مظالم پر جس بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اسے ہر صاحب دل محسوس کر رہا تھا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ نے مرکزی نائب امیر شیخ علی محمد ابوتراب کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ شام میں مظالم کے ایشو کو ہم اُٹھائینگے اور میڈیا اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائینگے۔ چناچہ 14 مئی کی دوپہر ڈھائی بجے کراچی پریس کلب میں ''شام جل رہا ہے'' عالمی ضمیر کب جاگے گا؟ کے عنوان سے آل پارٹیز کانفرنس کے لئے کراچی کی اہم سیاسی و مذہبی شخصیات کو مدعو کیا گیا۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم تقریباً 3 بجے پریس کلب پہنچے، انکے پہنچتے ہی ان کی صدارت میں آل پارٹیز کانفرنس کا آغاز کر دیا گیا۔ قرآن مجید کی تلاوت قاری خلیل الرحمن جاوید نے کی، نظامت کے فرائض سید عامر نجیب نے انجام دیئے۔ سب سے پہلے مرکزی جمعیت اہلحدیث کراچی کے امیر مولانا افضل سردار نے پروگرام کی غرض و غایت کی وضاحت کی' ان کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا ابراہیم طارق نے موضوع کی مناسبت سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انکے بعد اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا محی الدین، جامعہ فاروقیہ کے مولانا اللہ داد خان، تنظیم الاخوان کے رہنما لئیق احمد، جے یو آئی (س) کے مولانا عبدالمنان انور، جماعۃ الدعوۃ کراچی کے مسئول مولانا مزمل ہاشمی، جمعیت علمائے اسلام (ف) سندھ کے ناظم اعلیٰ سابق ممبر قومی اسمبلی مولانا عمر صادق اور جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر اسد اللہ بھٹو نے اپنے اپنے انداز میں شام کے معصوم مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کو اس موضوع پر آل پارٹیز کانفرنس منعقد کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کے خطاب سے قبل آخری دو تقاریر مسلم لیگ (ن) سندھ کے سیکریٹری جنرل سینیٹر نہال ہاشمی اور وزیر اعلیٰ سندھ کے مُشیر برائے مذہبی امور سینیٹر عبدالقیوم سومرو نے کیں، دونوں سیاسی رہنماؤں نے شام کے معاملے پر پاکستانی میڈیا کے کردار کی مذمت کی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کی اس معاملے پر مکمل طور پر تائید کی۔ آل پارٹیز کانفرنس کے آخر میں ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے اپنا صدارتی خطاب فرمایا۔ حافظ صاحب نے تمام تقاریر کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا کہ آج تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماء اس امر پر متفق ہیں کہ شام کے معصوم اور مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جائے، بشار الاسد کی ظالم حکومت اور اس کے تمام بین الاقوامی سہولت کاروں کی پُر زور مذمت کیا جائے۔ اسی طرح اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بنگلہ دیش حکومت کے ظالمانہ اقدامات کی مذمت کریں اور جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنماؤں کے عدالتی قتل کے خلاف آواز بلند کریں۔

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ اس پر بھی اتفاق پایا گیا ہے کہ حرمین شریفین کے دفاع اور تحفظ کے لئے ہم سب سعودی حکومت کے ساتھ ہیں اور کسی کو بھی اجازت نہیں دینگے کہ کوئی سعودی حکومت یا حرمین شریفین کے خلاف کوئی اقدام کرے۔ آل پارٹیز کانفرنس کے بعد پریس کلب میں حافظ عبدالکریم نے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کے لئے بیٹھے ہوئے صحافیوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پریس کلب سے حافظ عبدالکریم اور شیخ علی محمد ابوتراب اپنے دیگر جماعتی رفقاء کے ساتھ جماعت غرباء اہلحدیث کے مرکز واقع برنس روڈ پر امام مولانا عبدالرحمن سلفی کی عیادت اور مفتی ادریس سلفی کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے تشریف لے گئے، اس موقع پر جماعت غرباء اہلحدیث کے نائب امیر حافظ محمد سلفی اور مولانا انس مدنی کے علاوہ متعدد رہنماء موجود تھے۔ عیادت اور تعزیت سے فارغ ہو کر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور شیخ علی محمد ابوتراب کچھ دیر کے لئے اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے جبکہ ساتھ آئے ہوئے باقی مہمان مولانا عبدالرشید حجازی اور مولانا عتیق الرحمن شاہ کاشمیری کراچی کے رفقائے جماعت کے ساتھ مغرب کے وقت ادارہ فروغ قرآن و سنت جہانگیر آباد، ناظم آباد پہنچ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث (کراچی ڈویژن) کے تحت ''بیداری ملت و دفاع حرمین کنونشن'' منعقد ہونا تھا۔ کنونشن کا آغاز تقریباً سوا آٹھ بجے تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، نظامت کے فرائض مولانا سلمان احمد انجام دے رہے تھے۔ کنونشن سے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مقامی رہنماؤں نے مختصر خطابات کئے۔ مولانا افضل سردار، مولانا مزمل صدیقی، مولانا عبدالرحمن ترابی نے نماز عشاء سے قبل خطاب کیا۔ عشاء کے بعد پہلا خطاب سید اشرف قریشی کا ہوا ان کے بعد مولانا سید عتیق الرحمن محمدی نے تنظیمی و جماعتی زندگی کی اہمیت پر تفصیلی خطاب کیا۔ انکے بعد مولانا عبدالرشید حجازی نے اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور برکات پر بڑا فکر انگیز خطاب کیا۔ ان کے بعد مولانا یوسف کاظم نے خطاب کیا' ان کے خطاب کے دوران ہی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب اور شیخ علی محمد ابوتراب بھی کنونشن کے پنڈال میں داخل ہوئے، حاضرین نے پُر جوش نعروں سے مہمانوں کا استقبال کیا۔ مولانا یوسف کاظم کے خطاب کے بعد سید عامر نجیب نے خطاب کیا۔ اس کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر شیخ علی محمد ابوتراب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مشرق وسطیٰ کی صورتحال کے تناظر میں دفاع حرمین شریفین کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور ڈالا۔ ان کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ کے امیر مولانا یوسف قصوری کی عدم موجودگی میں قائمقام امیر مولانا ابراہیم طارق نے ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے آخر میں ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کو اسٹیج سیکریٹری نے تقریر کے لئے پُر جوش انداز میں مدعو کیا تو اس موقع پر اسٹیج پر موجود علماء اور پنڈال میں موجود عوام نے دفاع حرمین کے لئے کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کیا۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے اپنی تقریر میں دلائل کے ساتھ اس حقیقت کو واضح کیا کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ایک ایسی ملک گیر اور عالمی سطح پر

منظم جماعت ہے جو خیر کے لئے کام کرنے والوں کا بہترین انتخاب قرار پائی ہے۔ انھوں نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی فکر قرآن وسنت کے مطابق جس میں کوئی جھول نہیں، سیاست اور میڈیا کے استعمال سے متعلق ہمارا آج بھی وہی موقف ہے جو دہائیوں پہلے تھا۔ انھوں نے عوام کو مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان میں شمولیت کی دعوت دی۔ تقریباً ڈیڑھ بجے کنونشن میں شرکت کے بعد پیغام ٹی وی سے متعلق ایک میٹنگ میں شرکت کی۔ یوں 14 مئی کی مصروفیات کا اختتام ہوا۔

اگلے دن صبح بارہ بجے ڈاکٹر حافظ عبدالکریم تھرپارکر کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ شیخ علی محمد ابوتراب، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا عتیق الرحمن محمدی، مولانا ابراہیم طارق، سید عامر نجیب، سید اشرف قریشی، ایم مزمل صدیقی، مولانا یوسف کاظم، مولانا نعمان اصغر، مولانا محب اللہ مولانا عبدالوھاب سیٹھار بھی تھے۔ نوکوٹ میں جامعہ دارالعلوم السلفیہ (نوکوٹ) کی تقریب بخاری اور مرکزی جمعیت اہلحدیث تھرپارکر کے زیر اہتمام عظیم الشان دفاع حرمین شریفین کانفرنس تھی۔ کراچی سے روانہ ہوا قافلہ نماز مغرب کے بعد نوکوٹ پہنچا، وہاں تقریب بخاری بعد نماز عصر سے شروع ہو چکی تھی جس سے فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالستار حماد اپنا علمی خطاب فرما چکے تھے تاہم اسٹیج پر موجود تھے، بعد نماز مغرب نعتوں اور نظموں کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالباسط شیخوپوری کا خطاب ہوا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع تھرپارکر کے امیر مولانا حسن سموں اور دیگر رہنماؤں نے بڑے پرتپاک انداز میں ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور دیگر مہمانوں کا استقبال کیا، یاد رہے کہ نوکوٹ کا یہ جلسہ سندھ میں منعقد ہونے والے دو تین بڑے جلسوں میں سے ہے، جلسے سے بالترتیب مولانا عبدالرزاق، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا عتیق الرحمن محمدی، سید عامر نجیب، مولانا شیخ علی محمد ابوتراب اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے خطاب کیا۔ آخر میں مرکزی جمعیت اہلحدیث سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا ابراہیم طارق نے سندھی زبان میں انتہائی تبلیغی وتنظیمی خطاب کیا اور مولانا محب اللہ کی دعا کے ساتھ ہی جلسے کا اختتام ہوا۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم آخری تقریر سے قبل ہی کراچی روانہ ہو گئے اور اگلے دن صبح کی فلائٹ سے قومی اسمبلی کے اہم اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد روانہ ہو گئے۔

رپورٹ: حافظ شاہان احمد۔ (کراچی)

دعوت اہل حدیث واستحکام پاکستان کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے زیر اہتمام مرکز اہلحدیث اسلام آباد میں عظیم الشان تیسری سالانہ ''دعوت اہلحدیث واستحکام پاکستان'' کانفرنس زیر صدارت حافظ مقصود احمد امیر اسلام آباد منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے جید علمائے کرام نے خطابات کئے۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری عبدالرحمن حامد نے حاصل کی۔ حافظ مقصود احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے تمام بحرانوں کا حل صرف اور صرف قرآن وسنت کے نفاذ میں مضمر ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا' 69 سال گذرنے کے باوجود ابھی تک ملک میں انگریز کے کالے قوانین کا راج ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہونیکی وجہ سے ملک مختلف بحرانوں کا شکار ہے۔ اگر آج بھی ملک میں اسلامی قوانین کا عملی نفاذ کر دیا جائے تو ملک سے دہشت گردی، بدامنی، بیروزگاری، مہنگائی، طبقاتی تعلیمی نظام، لوڈشیڈنگ اور دیگر بحرانوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ مدیر مکتب الدعوۃ السعودیہ اسلام آباد الشیخ محمد بن سعد الدوسری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث نے دعوت قرآن و حدیث اور استحکام پاکستان کے موضوع پر عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کے حکمران اور عوام پاکستان کو حقیقی معنوں میں اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں اسی لئے جب بھی پاکستان پر کبھی کوئی مشکل وقت آیا تو سعودی عرب اور اس کے عوام نے پاکستان کے دفاع واستحکام کیلئے بھرپور ساتھ دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد البراک آف مکۃ المکرمۃ نے کہا کہ سعودی عرب پاکستان کی تعلیمی میدان میں اپنے بھائیوں کی بھرپور امداد کر رہا اور کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستانی عوام کا اس بات پر بھرپور شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جب بھی سعودی عرب کے خلاف کسی نے سازش کرنے کی کوشش کی تو پاکستانی بھائیوں نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا جسکے لئے ہم ان کے بے حد شکر گذار ہیں۔ مقررین وشرکاء کانفرنس میں ڈاکٹر فضل الٰہی، علامہ عبدالعزیز حنیف، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا اسعد محمود سلفی، مولانا محمد نواز چیمہ، مولانا سید عتیق الرحمن شاہ، ڈاکٹر طاہر محمود، مولانا سید سبطین شاہ نقوی، حافظ ذاکر الرحمن صدیقی، ڈاکٹر حافظ محمد انور، چوہدری محمد یوسف سلفی، حافظ عابد الرشید، مولانا عبدالرؤف، ایم این اے سلفی، سردار محمد بشیر، قاری محمد ظہیر، راشد شیخ، آصف حبیب بھی شامل تھے۔

منجانب: ایم این اے سلفی۔ میڈیا سیل۔ اسلام آباد

شیڈول دورہ جات

مرکزی وصوبائی قائدین اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

یکم جون..... صبح 10 بجے..... سٹی وضلع اوکاڑہ
یکم جون..... 2 بجے..... سٹی وضلع ساہیوال
یکم جون..... بعد نماز مغرب..... عارفوالہ ضلع پاکپتن
2 جون..... صبح 10 بجے..... بہاولنگر
2 جون..... 2 بجے سہ پہر..... وہاڑی
2 جون..... نماز عصر..... خانیوال
2 جون..... نماز مغرب..... ملتان
3 جون..... صبح 9 بجے..... لودھراں
3 جون..... بعد نماز جمعہ..... بہاولپور
3 جون..... بعد نماز مغرب..... رحیم یار خاں
4 جون..... صبح 10 بجے..... مظفر گڑھ
4 جون..... بعد نماز ظہر..... ڈیرہ غازی خاں
4 جون..... بعد نماز مغرب..... لیہ
5 جون..... صبح 10 بجے..... بھکر
5 جون..... 2 بجے..... خوشاب
5 جون..... بعد نماز مغرب..... سٹی وضلع سرگودھا
6 جون..... صبح 10 بجے..... چنیوٹ
6 جون..... 2 بجے..... جھنگ
6 جون..... بعد نماز مغرب..... ٹوبہ
6 جون..... بعد نماز عشاء..... ضلع فیصل آباد

منجانب: عطاء الرحمن حقانی' ناظم مرکزی دفتر

سالانہ پچیسویں قرآن وسنت کانفرنس

بمقام مرکز اہل حدیث مبارک مسجد مسلم بازار نشاط روڈ شہر رحیم یار خاں بتاریخ 28 مارچ 2016ء بعد نماز مغرب تا رات گئے زیر صدارت الشیخ حافظ ثناء اللہ زاہدی زیر امارت مرزا افتخار بیگ' زیر نظامت صاحبزادہ قاری ثناء اللہ شاہد قصوری۔ مقررین حضرات: مولانا ڈاکٹر رانا محمد شاہد محمدی' مولانا قاری ساجد منیر' مولانا شفقت رسول' مولانا محمد اکرم شہزاد' مولانا نعیم الرحمن شیخوپوری نے جاندار وشاندار خطابات فرمائے۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ (الحمد للہ)

مہمانان گرامی: جناب خواجہ بشیر احمد امیر تحصیل خانپور' جناب چوہدری محمد بابر ادریس امیر تحصیل ظاہر پیر۔

منجانب: شعبہ تبلیغ تحصیل رحیم یار خاں

خطبہ جمعۃ المبارک

20 مئی 2016ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر 112 علی آباد تحصیل سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب میں حضرت مولانا قاری شفیق الرحمن نے ماہ شعبان کے فضائل ومسائل پر ارشاد فرمایا۔ آپ نے پندرہویں شعبان (شب براءت) سے متعلق مروجہ بدعات کا دلائل سے رد کیا جس سے لوگوں کو آگاہی ہوئی۔

چوہدری عبدالغفور واہلہ' چوہدری عبدالمنان واہلہ چک ہذا

مسلمانوں میں جذبۂ اخوت اسلام کی عظمت کی دلیل ہے۔ پروفیسر ساجد میر

جامع مسجد ابوبکر صدیق سواں گارڈن میں عظمت اسلام کے موضوع پر ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے قائد سینیٹر علامہ پروفیسر ساجد میر نے اسلام کی عظمت کے بہت سارے پہلوؤں کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے محبت وعقیدت اور ان کی تعظیم کا سبق دیتا ہے۔ باقی مذاہب صرف اپنے اپنے انبیاء کی تعظیم کرتے ہیں لیکن اسلام عصبیتوں سے بہت بالاتر ہے کہ جب تک کوئی انسان تمام انبیاء کرام پر ایمان اور ان کی عظمت کی گواہی نہیں دیتا تب تک وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے صرف اہل اسلام ہی نہیں کائنات میں بسنے والے تمام انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔ تمام انسان ایک قوم' ایک برادری اور ایک ماں باپ کی نسل سے ہیں۔ اللہ کے ہاں پسندیدہ وہ ہے جو ایمان اور تقوی کی دولت سے مالا مال ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے کہا کہ اسلام منزل من اللہ ہے۔ دنیا کے کسی ملک کے دستور کی طرح نہیں جس میں ترمیم کی ضرورت پیش آئے، یہ قیامت تک کے لیے ہے اور اس کو بھیجنے والا رب انسانوں کی ضروریات سے واقف ہے۔ پاکستان چونکہ اسلام اور کلمہ توحید کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا، اس کی ترقی کا راز بھی اسی کلمہ اور نظام اسلام میں مضمر ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر علامہ عبدالعزیز حنیف نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے جامع مسجد کی انتظامیہ کی خدمات کو سراہا اور اسلام کی عظمت پاکستان میں امن وامان اور مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی۔ ڈاکٹر حافظ ابوبکر صدیق خطیب مسجد ھذا نے کہا کہ ہمارے قائد محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی پالیسی اسلام اور پاکستان کے مفادات پر مبنی ہے، ہم ان کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ کانفرنس میں چوہدری محمد یوسف سلفی، چوہدری محبوب احمد، راشد شیخ، آصف حبیب، مولانا عبدالرؤف، قاری ظہیر احمد ہزاروی، پروفیسر عنایت اللہ مدنی، ایم این اے سلفی، سید شاہ نواز حسن، چوہدری ارشد، قاری عبدالوحید، مولانا عتیق الرحمن، حافظ عبدالغفار عاصم نے شرکت کی۔

سعودی حکومت نے حرم میں رش اور سیکورٹی سے نپٹنے کے لیے نیا سمارٹ سسٹم تیار کرلیا۔ حافظ عبدالکریم

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کے چیئرمین اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے کہا ہے کہ سعودی حکومت نے مسجد الحرام میں رش کم کرنے اور سیکورٹی کو بہتر بنانے کیلئے نیا سمارٹ سسٹم تیار کرلیا ہے جس کی تنصیب کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی دفتر میں حج 2016 کے انتظامات کے حوالے سے منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ جدید ترین راصد سسٹم ام القریٰ یونیورسٹی کے تعاون سے تیار کروایا گیا ہے۔ اس نئے سسٹم کی مدد سے ایک نیا الیکٹرانک پلیٹ فارم لگایا جائے گا جس پر 50 کیمروں کی مدد سے رش کی صورتحال دکھائی جائے گی۔ راصد سسٹم کا مقصد مسجد الحرام میں زائرین کی نقل وحرکت کو آسان بنانا ہے جس سے رش کی صورتحال میں کافی حد تک کمی آئے گی۔ امسال حج کے موقع پر امن وامان کو یقینی بنانے کے انتظامات مکمل کیے جارہے ہیں۔ دوران حج کسی شر پسند کو مناسک حج کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حافظ عبدالکریم نے کہا کہ حج ایک عبادت ہے۔ اس دوران کسی کو اپنے مخصوص نظریات کے تحت سیاست بازی کی اجازت دی جائے گی اور نہ کسی قسم کے پروپیگنڈے کو برداشت کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ماضی کی طرح اس سال بھی حجاج کرام کو تمام ممکنہ سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے کہا کہ دہشت گردی کی ہر قسم کی سازش کو پوری ریاستی طاقت سے ناکام بنایا جائے گا۔ حج کے دوران کسی شر پسند کو اپنی غیر متعلقہ سرگرمیوں کی اجازت نہیں ہوگی۔ حج جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی کے دوران کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں کی سختی سے ممانعت ہے اور اس کے باوجود کسی کو ایسی مشکوک سرگرمیوں میں ملوث پایا گیا تو سعودی حکومت اس کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائے گی۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے مزید کہا کہ سانحہ منیٰ جیسے واقعات کی روک تھام کے لیے حاجیوں کی راہنمائی وحفاظت کے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ سعودی حکومت کی رہنمائی میں پاکستانی حاجیوں کی خصوصی تربیت دی جائے گی۔ حافظ عبدالکریم کا کہنا تھا کہ سعودی شکایات مرکز (سی ڈی سی) نے ضابطہ کی کاروائی مکمل کرنے کے بعد حج 2016ء کے لیے 742 نجی پاکستانی حج کمپنیوں کو کام کی اجازت دیدی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جن کمپنیوں کے خلاف شکایات درست نہیں پائی گئیں وہ حج 2016ء کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے سکیں گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت عازمین حج کی خدمت کے لیے پرائیویٹ سیکٹر کو تمام سہولتیں فراہم کرے گی اور اس سال حج 2016ء میں قیام وطعام رآمد ورفت اور ٹرانسپورٹیشن کے بہترین انتظام کئے جارہے ہیں۔ گزشتہ سال سانحہ منیٰ جیسے واقعات کی روک تھام کے لیے اس سال عازمین حج کی راہنمائی وحفاظت کے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ پاکستانی کمپنیاں سانحہ منیٰ جیسے سانحات سے بچنے کے لیے سعودی حکومت کی فراہم کردہ راہنمائی کی روشنی میں حج ٹریننگ ورکشاپس کا انعقاد کرے گی جس میں ماسٹر ٹرینرز، آئی ٹی ماہرین اور ہجوم کو کنٹرول کرنے والے ماہرین سے بھی مدد لی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ تربیت کے بہتر معیار سے ایسے سانحات سے بچا جاسکتا ہے۔

پنجاب اسمبلی لادینیت کی طرف جارہی ہے۔ ارکان اسمبلی کی مراعات میں اضافہ قوم پر ظلم ہے۔ حافظ مقصود احمد

مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں شراب پر پابندی کی قرارداد کی مخالفت کرنا لادینیت ہے۔ مسلم لیگ (ن) کا حکومت میں ہوتے ہوئے اس قرارداد کی مخالفت دراصل اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے۔ شراب اسلام میں حرام قرار دی گئی ہے اور اس بل کی مخالفت کرنا شراب پینے کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔ حکومت کو شرعی قوانین کی مخالفت سے باز آجانا چاہئے۔ انھوں نے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ارکان قومی اسمبلی کی مراعات میں اضافہ قوم پر ظلم ہے۔ ایک طرف قوم مہنگائی کی وجہ سے بنیادی ضروریات کو بھی ترس رہی ہے۔ حکمران اپنی عیاشیوں کے لیے ہر بجٹ میں ٹیکسوں کا بوجھ عوام پر ڈال دیتے ہیں۔ ایسے میں خود اپنی مراعات کی بات آتی ہے تو تمام سیاست دان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجاتے ہیں۔ لیکن جب قوم کو کوئی رعایت دینا ہو یا کسی چیز پر سبسڈی کی ضرورت پڑتی ہے تو کوئی نہ کوئی اس تجویز کی مخالفت کر دیتا ہے۔ لہذا اگر حکومت نے ارکان قومی اسمبلی کو مراعات دی ہیں تو عوام کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔

اخبار الجماعۃ

اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ

مولانا ابوحفص طاہر کلیم ناظم دعوت وتبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث راولپنڈی نے مرکز اہل حدیث سرکلر روڈ میں جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ دنیاوی زندگی سے پیار کرتے ہیں وہ آخرت کی زندگی کو گنوا دیتے ہیں۔ آج مسلمانوں کو پورے کا پورا اسلام میں داخل ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے' ہر جگہ ناانصافی' علاج معالجہ نہ ہونے کے برابر' تھانوں اور عدالتوں میں انصاف نہیں' کثرت سے وبائی امراض' زلزلوں کا آنا' نمازوں کی حفاظت نہ کرنا' قرآن پاک کی تلاوت ہم بھول چکے' مساجد ویران' بازار آباد' ہنسی مذاق' ناچ گانا' جھوٹی گواہی' ہمسائے کو ذلیل کرنا' ہمارا معمول ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کی ضرورت ہے اپنی اصلاح کر کے ہم جنت میں جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

رپورٹ: محمد عمران الحق سلفی' ناظم نشرواشاعت راولپنڈی

شہدائے اسلام کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث شہر اوکاڑہ کے زیر اہتمام 3 جون بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب ارشاد ٹاؤن اوکاڑا میں کانفرنس ہوئی۔ مقررین: مولانا منظور احمد' قاری محمد یٰسین بلوچ' حافظ عبدالرؤف یزدانی' مولانا محی الدین کنگن پوری۔ زیر صدارت محمد طاہر شیخ امیر شہر۔

منجانب: شعبہ نشرواشاعت شہر اوکاڑہ

ضروری اپیل

الحمدللہ چوک اڈا متہ قصور وکوٹ رادھا کشن روڈ پر 10 مرلہ جگہ جامع مسجد عبداللہ بن حذیفہؓ کے لیے خریدی ہے جس کی تعمیر کے لیے میٹریل کی اشد ضرورت ہے۔ مخیر حضرات اس کار خیر میں حصہ ڈال کر اپنے اور اپنے والدین کے لیے جنت میں محل بنائیں۔

رابطہ: قاری امتیاز الرحمن: 0300-4588620

ضرورت قاری

جامعۃ الرحمن امین ٹاؤن خانیوال میں شعبہ حفظ القرآن کے لیے محنتی وقابل قاری صاحب کی ضرورت ہے۔

رابطہ: خبیب احمد سعیدی: 0333-6226994

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا سید ابراہیم سلفی کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل نوشہرہ ورکاں کے رہنما مولانا سید ابراہیم سلفی کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نیک طبع اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں' ان کی نماز جنازہ میں مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم: حافظ عثمان شاکر

معاون ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

مولانا رحمت اللہ شاکر کو صدمہ

گزشتہ دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما اور مدرس بیت المکرم ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ میں جماعتی احباب سمیت مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ مرحوم نیک طینت' ملنسار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم: حافظ عثمان شاکر

معاون ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

13 مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک کو جماعت کے دیرینہ کارکن مدو کی ضلع جھنگ میاں محمد شفیع جنجوعہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کی نماز جنازہ میں احباب جماعت اور سیاسی وسماجی لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ دو بھائی اور تین بہنیں چھوڑی ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

شریک غم: سیف اللہ جنجوعہ دریام ضلع جھنگ

گذشتہ دنوں مولانا سید محمد بلال طاہر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی کی بڑی ہمشیرہ مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ خوش اخلاق' صوم وصلوٰۃ کی پابند اور مہمان نواز تھیں' ان کی نماز جنازہ میں علماء سمیت ہر طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی۔ حلقہ تھانہ تتلے عالی کے علماء مولانا سید محمد بلال طاہر اور پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت' جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منجانب: شعبہ نشرواشاعت حلقہ تھانہ تتلے عالی' گوجرانوالہ

گوجرہ کے سینئر صحافی وکاروباری شخصیت میاں افتخار الدین 18 جنوری کو گوجرہ سے لاہور جاتے ہوئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ ایک حادثہ میں میاں افتخار الدین موقع پر انتقال کر گئے جبکہ ان کی بیوی زخمی ہو گئیں۔ مرحوم کی میت کو گوجرہ لایا گیا اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد کبوتراں والا قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازہ میں سیاسی' مذہبی' کاروباری' صحافتی' ہر مکتب فکر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

شریک غم: محمد سرفراز حسن ناظم نشرواشاعت تحصیل گوجرہ

اہل حدیث یوتھ فورس یونٹ 12 بنام سیدنا حسینؓ چک نمبر 68/EB ڈوگراں والہ کے سرپرست ڈاکٹر محمد راشد کے والد محترم گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ! رابطہ: ڈاکٹر صاحب: 0343-4381627

شریک غم: قاری بلال شاد صدر AYF تحصیل عارفوالہ

خطیب کے ضرورتمند توجہ فرمائیں

اردو زبان کے بہترین خطیب ان دنوں فارغ ہیں۔ ضرورت مند درج ذیل نمبر پر رابطہ فرمائیں:

0303/0334-7169691

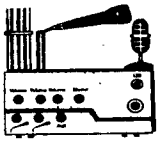

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی 0343-6007696

سالانہ شان قرآن کانفرنس

مرکز عثمانؓ بن عفان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث محلہ انصار کالونی گوجرہ میں تیسری سالانہ شان قرآن کانفرنس 11 مئی بروز بدھ بعد نماز عشاء زیر صدارت مولانا عبدالقادر عثمانی منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے معروف عالم دین مولانا محمد یوسف پسروری' مولانا طارق محمود یزدانی (لالہ موسیٰ)' قاری قربان حسین متعلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد' قاری محمد اختر' محمد منشا قادری' ناظم تحصیل گوجرہ میاں محمد افضل' سرپرست AYF گوجرہ میاں محمد سلیم' صدر ملک محمد ارشد' جنرل سیکرٹری مولانا محمد عمران شاکر' میاں محمد حنیف' قاری ابوسفیان نے خطاب کیا۔ اس موقع پر جماعت کے بزرگ رہنماؤں ڈاکٹر محمد حسن' حاجی ملک لال دین' حافظ اقبال اعوان' کونسلر حاجی ملک محمد بوٹا نے مرکز عثمان بن عفان سے اس سال قرآن حفظ کرنے والے طلبہ میں اسناد وانعامات تقسیم کیے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ضلعی ناظم مالیات ملک محمد اسلم آزاد نے انجام دیئے۔ کانفرنس میں علماء کرام اور کارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مقامی کاروباری شخصیت عبدالرؤف نے علماء کرام کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

سالانہ تقریب بخاری واجتماع ابنائے قدیم

جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں 8 مئی 2016ء بروز اتوار کو 160 ویں سالانہ تقریب بخاری شریف کے موقعہ پر درس حدیث شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی جبکہ پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی' ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفور راشد اور شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار المدنی نے حدیث کی تاریخ ومحدثین کی خدمات' مدارس کا علمی کردار' حالات حاضرہ میں دینی تعلیم کی اہمیت کے عنوانات پر خطابات فرمائے۔ ابنائے قدیم اجتماع کی تقریب سے ڈاکٹر پروفیسر محمد حمود لکھوی' نائب شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن گوہڑوی' مولانا محمد یٰسین شاد' مولانا عبدالجبار سلفی' مولانا بنیامین عابد' مولانا بشیر ظفر' مولانا حکیم ظفر اللہ قمر لکھوی ودیگر نے خطابات کیے۔ اجتماع کی صدارت ڈاکٹر زعیم الدین عابد لکھوی مہتمم جامعہ محمدیہ اوکاڑہ نے کی جبکہ مہمان خصوصی ڈاکٹر عظیم الدین زاہد لکھوی تھے۔ اس سال شعبہ درس نظامی سے آٹھ طلبہ اور شعبہ حفظ القرآن سے گیارہ طلبہ نے سند فراغت حاصل کی ہے۔ طلبہ میں کتب سمیت نقد انعامات سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم الحروف نے سرانجام دیے۔ اجتماع کے آخر میں مرحوم اساتذہ کرام کی بلندی درجات کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

دعا گو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹ رادھا کشن قصور

روزہ دار بھائیوں اور بہنوں کے لیے نادر تحفہ

اہل اسلام کے لیے

ایمانی بہار کا پیغام

ماہِ صیام

تالیف: علی مرتضیٰ طاہر

روزے کے مسائل، فضائل خصائل اور احکام وثمرات پر ایک مختصر مگر جامع کتاب

خصوصیات

- روزے کی اہمیت وفرضیت قرآن وسنت اور آثار صحابہ کی روشنی میں۔
- ماہ رمضان کی خصوصیات پر خصوصی عنوان۔
- رمضان المبارک میں ہونے والے غزوات وسرایا کا مختصر تعارف۔
- روزوں کے جسمانی وروحانی فوائد پر مدلل گفتگو
- روزے کے احکام اور روزہ دار کے لیے جائز وناجائز امور کا مدلل جائزہ۔
- تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر اور روزوں کی قضاء کے مسائل پر صحابہ وتابعین کے فتاویٰ جات۔
- تمام تر نصوص اور اہل علم کے اقوال کی عربی عبارت۔

اگر آپ رمضان المبارک کی بہاریں لوٹنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں

اعلیٰ امپورٹڈ کاغذ 4 کلر خوبصورت ٹائٹل — قیمت صرف 50 روپے

پیارے بچوں کی مضبوط اسلامی بنیادوں پر تعمیر کے لیے ایک عام فہم اور آسان تربیتی واصلاحی نصاب

اساس الاطفال

تالیف: علی مرتضیٰ طاہر

خصوصیات

- صحیح نماز نبوی
- نماز جنازہ کی مسنون دعائیں
- تربیت پر مبنی باترجمہ آیات واحادیث رسول ﷺ
- اسلامی کیلنڈر
- دیدہ زیب اور جاذب نظر 4 کلر ٹائٹل
- سوالاً جواباً آداب زندگی، سیرت النبی ﷺ،
- تعارف اہل بیت، سیرت عشرہ مبشرہ، اور تعارف خلافت راشدہ

اگر آپ اپنے بچے کو ایک صالح فرد، والدین واساتذہ کا فرمانبردار، باکردار، قابل نمونہ اور مثالی مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو اسے یہ مختصر نصاب ضرور پڑھائیں۔

مساجد، مدارس اور سکولوں کے منتظمین ابتدائی بچوں کے لیے اس کتاب کو اپنے نصاب کا حصہ ضرور بنائیں۔

نوٹ: اپنے تعارف کے ساتھ چھپوا کر تقسیم کرنے والے بھائی اس نمبر پر رابطہ کریں: 0300 4262092

مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سینٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعائیت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

طلبہ سیمینار

17 اپریل بروز اتوار بعد نماز عصر ASF سیالکوٹ کے زیر انتظام سیمینار منعقد کیا گیا۔ زیر امارت' امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ تعالیٰ' زیر صدارت حافظ عبدالماجد صدر ASF سیالکوٹ' مہمان خصوصی قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی صدر ASF پاکستان' حافظ بابر فاروق رحیمی' رانا محمد خلیق خاں پسروری' حافظ محمد عمر صدیق' جاوید اقبال بخاری۔ حمد و نعت حافظ فداء الرحمن طیب نے پیش کی۔ اسی دوران قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی اپنے وفد کے ہمراہ تشریف لے آئے' وفد میں حافظ صفوان فاروقی' شمشاد سبحانی' افتخار بٹ و دیگر شامل تھے۔ ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد محمد یوسف یعقوب آرگنائزر ASF فیصل آباد' حافظ طلحہ احسان صدر ASF گوجرانوالہ' محمد رئیس احمد آرگنائزر ASF پتوکی اور حافظ صفوان احمد فاروقی پریس سیکرٹری ASF پاکستان نے خطابات کیے' پھر رانا محمد خلیق خاں پسروری' قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی اور مولانا عمر صدیق نے شاندار خطابات کیے' قائد طلبہ نے تقریر کے دوران یہ واضح کیا کہ ASF مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ذیلی تنظیم ہے جس کی سرپرستی قائد اہل حدیث پروفیسر علامہ ساجد میر فرما رہے ہیں۔ آخر میں حافظ عبدالماجد نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

حافظ صفوان احمد فاروقی' پریس سیکرٹری ASF پاکستان

وی پی آ رہا ھے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوھر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

چلتے ہو تو مکہ و مدینہ چلیں

رمضان المبارک کی بابرکت اور پر رحمت گھڑیوں میں

عبادت بھی سعادت بھی

عمرہ پیکج

صرف 57,500 روپے

ویزہ، ٹرانسپورٹ، رہائش — محدود کوٹہ

مکہ المکرمہ = ہوٹل قادر العماسی حرم سے فاصلہ 1250 میٹر

مدینہ منورہ = ہوٹل امواج الفلاح حرم سے فاصلہ 850 میٹر

تقویٰ ایئر ایکسپریس

ٹورز اینڈ ٹریولز

پاکستان کا سب سے بڑا عمرہ سپیشلسٹ گروپ

سٹی مارکیٹ، مین بازار، وزیر آباد

نعمت اللہ ظفر 0300-6209465

حافظ حبیب الرحمن 0300-6311897

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

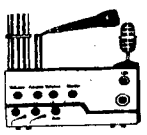

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

اطلاع

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے جاری ہونے والا تزکیہ صرف وہ قبول کیا جائے جو امیر کا تصدیق شدہ ہو۔
جنوری 2016 سے تزکیہ کے 4 کلر پیڈ کا نمونہ ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ڈیرہ اسماعیل خان

امیر راجہ اختر حسین محمدی 0312-9614281 0966-731777

نائب امیر: قاری رحمت اللہ 0342-4379206
ناظم: مولانا محمد عارف 0344-7021162
ناظم مالیات: خادم حسین محمدی 0333-2411344
قانونی مشیر: قاضی طاہر قیوم لودھی ایڈووکیٹ 0321-4225779

E-mail:raja.akhtar4281@gmail.com

دفتر: جامع مسجد اہلحدیث قاضیانوالی محلہ قاضیانوالہ ڈیرہ اسماعیل خان

منجانب: راجہ اختر حسین محمدی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ڈیرہ اسماعیل خان 0345-6779977

مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

امیر محترم! سینیٹر علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کا حاجی گل زمان آف بٹ خیلہ مالاکنڈ کو صوبہ خیبر پختونخواہ کا جنرل سیکریٹری اور ڈاکٹر ذاکر شاہ کو مرکزی امیر کا مشیر برائے اطلاع ونشریات مقرر کرنے پر شکریہ ادا کرتی ہے۔
حاجی گل زمان صاحب اور ڈاکٹر ذاکر شاہ کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔

منجانب: امیر راجہ اختر حسین محمدی سرپرست اعلیٰ قاری محمد یوسف بلوچ نائب امیر قاری رحمت اللہ
جنرل سیکریٹری مولانا محمد عارف سیکریٹری مالیات خادم حسین محمدی قانونی مشیر قاضی طاہر قیوم لودھی
وتمام ممبران مجلس شوریٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

سرزمین سرگودھا میں علم وعرفان کی بارش

تشنگانِ علم حدیث کے لئے خوشخبری

دورۂ تخصص

آغاز 25 شعبان

اختتام 27 رمضان 1437ھ ان شاء اللہ

ملک بھر میں اپنی نوعیت کی اولین کوشش

مدرسین:

ماہر علم رجال محقق حضرت علامہ مفتی غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

محقق حضرت علامہ حافظ ابو یحییٰ نور پوری صاحب حفظہ اللہ

خصوصیات:

1. احادیث کی تخریج وتحقیق
2. اسماء الرجال میں مہارت تامہ
3. اسماء وصفات پر سیر حاصل گفتگو
4. فرق مذاہب کا مدلل تجزیہ
5. اختلافی مسائل میں محدثین کرام کے موقف ومنہج کی ترجیح وبرتری
6. فتنہ انکار حدیث پر کاری ضرب

خواہش مند طلباء جلد رابطہ کریں۔

0300-8558957

0300-5482125

السامر السلفی سید محمد سبطین شاہ نقوی

مدیر جامعۃ الامام البخاری اہل حدیث سرگودھا

0300-9600128

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس محلہ مغل پورہ نزد فروٹ منڈی نارووال

سرپرست علامہ ساجد میر حفظہ اللہ

افتتاحی خطبہ جمعہ المبارک

آغاز خطبہ بوقت 12:30 ان شاء اللہ

3 جون 2016

جامع مسجد اہلحدیث نزد فروٹ منڈی نارووال

شیر پنجاب حضرت مولانا محترم علامہ محمد یوسف پسروری حفظہ اللہ تعالیٰ

مقرر شعلہ بیاں

ارشاد فرمائینگے

جناب حاجی خورشید صاحب مہتمم

حضرت مولانا حافظ عبدالمجید صاحب

جناب محترم عبدالوحید صاحب

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

جناب محسن جماعت انجینئر الحاج عبدالقیوم صاحب

حضرت مولانا محترم الحاج عبدالرحمن صاحب ڈھولن

محترم محمد شعیب مہیس صاحب صدر AYF سٹی نارووال

حضرت مولانا محمد یوسف مجاہد صاحب خطیب مسجد ھذا

محترم عمران توقیر صاحب لائبریری AYF سٹی نارووال

طلباء طالبات شعبہ حفظ و ناظرہ اور طالبات کے لیے درس نظامی وفاق المدارس عامہ خاصہ۔ عالیہ۔ عالیہ ایم۔ اے اسلامیات کے برابر پڑھایا جاتا ہے۔ جامعہ ہذا جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے الحاق شدہ ادارہ ہے طلباء طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جن کے طعام و قیام علاج معالجہ کا بندوبست جامعہ ہذا کے ذمہ ہے لہٰذا اپنے صدقات خیرات، زکوٰۃ،

دے کر جامعہ سے تعاون کریں

داخلہ جاری ہے

جامعہ ھذا میں تعمیراتی کام جاری ہے بجری، ریت، سریا، سیمنٹ کی ضرورت ہے

مدرس مدرسہ حافظ عبدالغفور 0307-6133226 0307-6133226

جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن و الحدیث للبنین و للبنات نزد فروٹ منڈی نارووال

ستار ڈیجیٹل فوٹو سٹوڈیو اینڈ پرنٹنگ سنٹر کچہری روڈ نزد کرلا موڑ نارووال 0301-6335875 0344-6454553 ویزیٹنگ کارڈ، بروشر، دعوت نامہ جات اور ہر قسم کے طباعتی کام کے لیے رابطہ کریں

مدارس دینیہ کے امتحانات سے فارغ طالبات کیلئے سنہری موقع

جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات
نادر آباد سٹاپ نمبر 2
بیدیاں روڈ لاہور کینٹ میں

یک ماہی

دورہ نحو و صرف

زیر سرپرستی
جناب حافظ احمد اللہ حامد حفظہ اللہ
مہتمم جامعہ ہذا

زیر نگرانی
جناب فضیلۃ الشیخ محمد شفیق مدنی حفظہ اللہ
مدیر مرکز عبداللہ بن مسعود الاسلامی

بنیادی اہلیت
نحو و صرف کا بنیادی مطالعہ ہونا ضروری ہے
نیز حتمی داخلہ ٹیسٹ کے بعد ہوگا

★ عربی عبارت کی درستگی پر خصوصی توجہ ★ اشتقاقی مادہ ★ مشکل صیغوں کا حل ★ تعلیلات
★ منتخب آیات و احادیث کا اجراء اور تراکیب ★ کالجز اور یونیورسٹیوں کی طالبات بھی
شریک ہو سکتی ہیں ★ رمضان کے مبارک ایام میں تربیت کے خصوصی اقدامات

2 جون تا 1 جولائی
25 شعبان تا 25 رمضان

داخلہ آخری تاریخ
10 جون بروز بدھ

اعلان داخلہ

جامعہ ہذا کے تمام شعبہ جات میں
داخلہ 10 شوال تا آخر شوال جاری رہتا ہے

نوٹ: شریک طالبات کیلئے قیام اور سحر و افطار کا معقول انتظام ہوگا ان شاء اللہ
نیز: نمایاں طالبات کیلئے خصوصی انعامات اور تمام شریک طالبات کیلئے خصوصی تحائف کا اہتمام ہوگا

نماز تراویح کی امامت
محترم جناب قاری احسان الٰہی ظہیر صاحب حفظہ اللہ
کروائیں گے

نماز تراویح بعد کے تفسیر القرآن
فضیلۃ الشیخ حافظ محمد یحییٰ اخلیق حفظہ اللہ
مدرس مرکز عبداللہ بن مسعود الاسلامی

دورہ ہذا میں مستقبل تدریسی فرائض سرانجام دینے والے اساتذہ کرام

فضیلۃ الشیخ حافظ شاکر محمود حفظہ اللہ
نائب مدیر التعلیم جامعہ لاہور الاسلامیہ
و مدرس جامعہ ہذا

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرؤف المناوی حفظہ اللہ
نائب شیخ الحدیث مرکز عبداللہ بن مسعود
و مدرس جامعہ ہذا

مقامی مستورات کیلئے دورہ تفسیر القرآن
روزانہ صبح 8 بجے تا 11 بجے تک
محترمہ ام احسان صاحبہ
مدیرہ جامعہ ہذا

خصوصیات
سلیس انداز میں لفظی ترجمہ
آیات سے مستنبط احکام مسائل کی وضاحت
مشکل مقامات کی تشریح کے دلچسپ حقائق کی توضیح

ام احسان صاحبہ
مدیرہ
جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات
نادر آباد سٹاپ نمبر 2 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

0301-8491734
0302-4613404
0304-4328010

irfansattar1977@gmail.com
0300-0320-0333-0313
0300-9354701
عبدالستار چوہدری میموریل ہسپتال 4110657

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

A product of BMA Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON
KABEER
(ZAFRANI)

لیجئے
جسم میں تازگی وتوانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر (زعفرانی)

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب واعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے

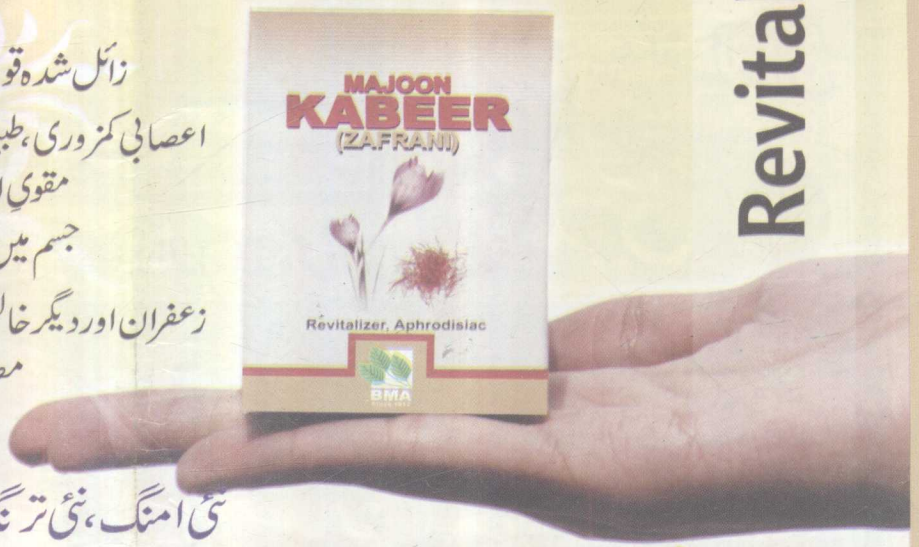

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیا رنگ

BMA Pharma (Herbal)
1.5 km. Faisalabad Road Okara.
Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205

BMA
Since 1952